ہر ماہ چار زبانوں (اردو، انگلش، گجراتی اور ہندی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت
Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ
ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)
اگست 2021ء / ذوالحجۃ الحرام 1442ھ
محرم الحرام 1443ھ
نیا اسلامی سال
1443 ہجری
مبارک ہو!
دوسروں کے وقت کی قدر کیجئے 15
کربلا کا پیغام مسلمانانِ عالَم کے نام 26
وطن سے محبت کے تقاضے 29
حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی 37
رکنِ شوریٰ کا انٹرویو 45
فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ
راہِ خُدا میں دیا ہوا مال نہ کبھی لُٹ سکتا ہے، نہ گھٹ سکتا ہے، بلکہ یہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔

بارش کے پانی سے گُردوں کے امراض کا علاج

گردوں کی بیماری کے سبب پیشاب تھوڑا تھوڑا آتا ہو یا پیشاب میں جلن اور چبھن ہوتی ہو اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی ہو تو بارش کے پانی پر باوُضو ہر بار بِسْمِ اللہ شریف کے ساتھ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ گیارہ بار پڑھ کر دَم کر دیجئے اور دن میں چار بار (صبح ناشتے سے قبل، ظہر کے وقت، عصر کے بعد اور سوتے وقت) تین تین گھونٹ وہ پانی پئیں۔ ہر بار پینے سے پہلے سات بار دُرُودِ ابراہیم پڑھ لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ گردے کی بیماری اور پیشاب کی جلن وغیرہ دُور ہو جائے گی۔ (بیمار عابد، ص32)

کمزوری دُور کرنے کا نسخہ

دو چمچ چینی (بہتر ہے کہ براؤن شوگر) اور ایک چمچ سفید نمک، آدھے کلو پانی میں ڈال کر اُبال لیجئے، ٹھنڈا ہو جانے کے بعد ایک گلاس پی لیجئے۔ جسم میں ہونے والی پانی کی کمی اور کمزوری اِنْ شَآءَ اللہ دُور ہو جائے گی۔ مریضوں کی کمزوری دور کرنے کیلئے بھی یہ پانی مفید ہے۔ (شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق عمل کریں)

(گرمی سے حفاظت کے مدنی پھول، ص9)

نوٹ: ہر علاج اپنے طبیب کے مشورے سے کیجئے۔

برسات کے پانی سے بیماریوں کا علاج

حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص شفا چاہے تو قراٰنِ عظیم کی کوئی آیت رِکابی میں لکھے اور بارش کے پانی سے دھوئے اور اپنی عورت سے اُس کے مَہر میں سے ایک دِرہم اُس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پئے کہ بیشک شفا ہے۔ (مواہب لدنیہ، 3/48، فتاویٰ رضویہ، 23/155) ایک طبیب کا کہنا ہے: میں نے کئی مریضوں کو مختلف اَمراض میں شہد اور بارش کا پانی دیا ہے اسے دیگر نسخوں سے بڑھ کر نفع بخش پایا ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص279)

نوٹ: ہر علاج اپنے طبیب کے مشورے سے کیجئے۔

بفیضانِ نظر سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الْغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا **امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و ملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

اگست 2021ء | جلد: 5 | شمارہ: 08

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دھوم مچائے گھر گھر
یا رب جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ)

ہیڈ آف ڈیپارٹ: مولانا مہروز علی عطاری مدنی

چیف ایڈیٹر: مولانا ابورجب محمد آصف عطاری مدنی

نائب مدیر: مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی

شرعی مفتش: مولانا محمد جمیل عطاری مدنی

ہدیہ فی شمارہ: سادہ: 40 رنگین: 80

سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:

سادہ: 1000 رنگین: 1400

ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)

12 شمارے رنگین: 900 12 شمارے سادہ: 480

نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان سے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات و شکایات کے لئے

Call: +9221111252692 Ext:9229-9231

Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

گرافکس ڈیزائنر: یاور احمد انصاری / شاہد علی حسن

https://www.dawateislami.net/magazine

☆ماہنامہ فیضانِ مدینہ اس لنک پر موجود ہے۔

آراء و تجاویز کے لئے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923012619734

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔ (فردوس الاخبار، 1/422، حدیث:3149)

مُناجات

یاخدا میری مغفرت فرما
باغِ فِردوس مَرحَمت فرما

دینِ اسلام پر مجھے یارب
اِستقامت تُو مَرحَمت فرما

تُو گناہوں کو کر مُعاف اللہ!
میری مقبول معذِرت فرما

مصطفےٰ کا وسیلہ توبہ پر
تُو عنایت مُداوَمت فرما

موت ایماں پہ دے مدینے میں
اور مَحْمُود عاقبت فرما

مشکلوں میں مرے خدا میری
ہر قدم پر مُعاوَنت فرما

ہو نہ عطّار حشر میں رُسوا
بے حساب اس کی مغفِرت فرما

از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہم العالیہ
وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص75

مَنقَبَت

شُجاعت ناز کرتی ہے جَلالَت ناز کرتی ہے
وہ سُلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

شہِ خوباں پہ ہر خوبی و خَصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہانِ حُسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے اُن کی
نبی کے گُل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابنِ علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالی
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

نگاہِ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالَم کا
ادائے سَروَرِ خُوباں پہ نُدرت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اختؔر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

از تاج الشّریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
سفینۂ بخشش، ص73

مشکل الفاظ کے معانی: فِردوس: جنّت۔ مُداوَمت: ہمیشگی، استقامت۔ مَحْمُود: قابلِ تعریف، اچھی۔ مُعاوَنت: حمایت، امداد۔ شُجاعت: بہادری۔ جَلالَت: بزرگی، عظمت۔ ناز کرنا: فخر کرنا۔ شوکت: قوت، شان۔ شہِ خوباں، سَروَرِ خُوباں: حسینوں کے سردار۔ گُل: پھول۔ شانۂ اقدس: مبارک کندھا۔ دوبالی: دُگنی (Double)۔ عالَم: دنیا۔ نُدرت: عمدگی، کم یابی۔

حقیقی کامیابی اور اس کے حصول کا طریقہ

(قسط:02)

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَۙ(۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَۙ(۲) وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَۙ(۳) وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَۙ(۴) وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَۙ(۵)﴾

ترجمۂ کنزُالعرفان: بیشک ایمان والے کامیاب ہوگئے، جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (پ18، المؤمنون: 1تا5)

تفسیر: اہلِ ایمان فلاح پانے والے ہیں جن کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ وہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔

خشوع کی دو قسمیں ہیں:

1 ظاہری خشوع 2 باطنی خشوع

(1) ظاہری خشوع یہ ہے کہ دورانِ نماز نظر سجدے کی جگہ سے آگے نہ بڑھے، آنکھ کے کنارے سے دائیں بائیں نہ دیکھے، حتی کہ آسمان کی طرف بھی نظر نہ اٹھائے، کوئی بے کار کام نہ کرے، جیسے بدن کھجاتے رہنا یا انگلیاں چٹخانا وغیرہ، بلکہ تمام اعضاء ساکن رہیں۔ اِس کے علاوہ بھی کثیر اُمور ظاہری خشوع میں داخل ہیں جو فقہ کی کتابوں میں نماز کی سنتوں، آداب اور مکروہات کے عنوان سے بیان کئے جاتے ہیں۔

(2) باطنی خشوع کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت پیشِ نظر ہو، خدا کی بارگاہ میں حاضری کا تصور ہو، دنیا سے توجہ ہٹی ہوئی ہو، صرف نماز میں دل لگا ہو۔

خشوع کے دینی اور دنیاوی اعتبار سے بے شمار فوائد ہیں۔

دینی لحاظ سے یہ فائدہ ہے کہ نماز قائم کرنے کے حکم پر پوری طرح عمل ہوتا ہے، روحانی برکتیں ملتی ہیں، نماز قبول ہوتی ہے، خُشوع والی نماز برائیوں سے روکتی ہے، گناہوں کی معافی، درجات کی بلندی اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے، خشوع، نمازی کو عابدین و صالحین کے گروہ میں داخل کر دیتا ہے۔ ایسی نماز کی فضیلت کے متعلق نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان شخص پر فرض نماز کا وقت آجائے اور وہ اس نماز کا وضو اچھی طرح کرے پھر نماز میں اچھی طرح خشوع اور رکوع کرے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب تک وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ (مسلم، ص116، حدیث:543)

امت کی افضل ترین ہستیوں یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اِس حوالے سے عمل ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حضرت عبدُاللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھتے تو وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ رہتے، اپنی نظریں سجدہ کرنے کی جگہ پر رکھتے تھے اور انہیں یہ یقین ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے اور وہ دائیں بائیں توجہ نہیں کرتے تھے۔

(درمنثور، المومنون، تحت الآیۃ:2، 6/84)

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

اسی طرح ایک انصاری صحابی کا واقعہ تو معروف ہے کہ رات کے وقت لشکرِ اسلام کے لئے پہرہ دے رہے تھے اور جاگنے کی خاطر نماز پڑھنا شروع کر دی، مشرک آیا اور فوراً تاڑ گیا کہ یہ محافظ اور نگہبان ہیں، چنانچہ اُس نے تین تیر مارے اور تینوں تیر نماز میں مصروف انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہو گئے لیکن وہ اُسی حالت میں رکوع اور سجدہ کرتے رہے۔(ابوداؤد، 1/99، حدیث:198 ملخصاً)

خشوع کے دنیاوی فوائد!

(1) خشوع سے مراقبہ کا فائدہ ملتا ہے، جس پر دنیا میں بڑی ریسرچ (Research) ہو رہی ہے۔ (2) ذہنی انتشار اور دباؤ سے نجات ملتی ہے۔ (3) ذہنی سکون کا حصول ہوتا ہے۔ (4) اعصابی تناؤ کم ہوتا ہے۔ (5) پرسکون نیند آتی ہے۔ (6) ہارٹ بیٹ (Heart Beat) یعنی دل کی دھڑکن اور بلڈ پریشر (Blood Pressure) کنٹرول میں رہتا ہے۔ (7) طبیعت میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ (8) سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے کہ مسلسل کام اور ذہنی دباؤ سوچنے کی صلاحیت کو متاثر کرتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَۙ﴾ ترجمہ: اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

اِس آیتِ کریمہ میں موجود کلمۂ "لَغْو" کی تفسیر میں علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لغو سے مراد ہر ناپسندیدہ یا مباح قول و فعل ہے جس کا مسلمان کو دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو، جیسے مذاق مسخری، بیہودہ گفتگو، کھیل کود، فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا، شہوات پوری کرنے میں ہی لگے رہنا وغیرہا، وہ تمام کام جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(صاوی، المؤمنون، تحت الآیۃ:3، 4/1356) نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز چھوڑ دے۔(ترمذی، 4/142، حدیث:2324)

فضولیات تین طرح کی ہوتی ہیں، جن کا تعلق زبان، عمل اور دل سے ہوتا ہے اور کامیاب صاحبِ ایمان ہر طرح کی فضولیات سے بچتا ہے۔

1 زبان سے متعلقہ فضولیات!

آج کے زمانے میں زبان کی فضولیات بہت ہی بڑھ چکی ہیں۔ دن رات، دنیا جہان کی باتیں، سوئی سے لے کر ہاتھی تک اور گھر سے لے کر عالمی معاملات تک پر بے مقصد و بے فائدہ گفتگو لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے، اس طرح کی اکثر باتیں فضولیات ہی میں داخل ہیں۔ اِن فضولیات کو سب سے زیادہ بڑھاوا، اخبار، ٹی وی، سوشل میڈیا اور ہر اینٹ کے نیچے سے برآمد ہونے والے تجزیہ نگاروں نے دیا ہے۔ فضولیات کی عادت پڑ جائے تو زبان کی احتیاط ختم ہو جاتی ہے اور غیبت تو ایسوں کے لئے گویا معمولاتِ زندگی میں شامل ہو جاتی ہے، حالانکہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور غیبت کرنے والے کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، نیز لوگوں کی نظر میں اس کی عزت بھی ختم ہو جاتی ہے، کہ دوسروں کے سامنے اِن کی غیبت کرے گا۔ یونہی فضولیات کے عادی سے کوئی بعید نہیں کہ زبان کی معمولی سی جنبش سے اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے یا اپنے اعمال برباد کر بیٹھے، جیسا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک ایک بندہ اپنی زبان سے ایک برا کلمہ نکالتا ہے اور وہ اس کی حقیقت نہیں جانتا تو اللہ پاک اس کی بناء پر اُس کے لئے قیامت تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔(ترمذی، 4/143، حدیث:2326 ملخصاً)

صحیح مسلم میں ہے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ بندہ اللہ پاک کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھیان نہیں دَھرتا، یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ پاک اس سے اتنا ناراض ہو گا، کہ اُس کلمہ کی وجہ سے بندہ جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔(مسلم، ص1219، حدیث:7482)

بزرگانِ دین فضول اور بے مقصد گفتگو سے بہت اجتناب کرتے تھے، چنانچہ حضرت حسان بن ابی سِنان رحمۃ اللہ علیہ کے

بارے میں مروی ہے کہ آپ ایک بالا خانے کے پاس سے گزرے تو اس کے مالک سے دریافت فرمایا کہ یہ بالاخانہ بنائے تمہیں کتنا عرصہ گزرا ہے؟ یہ سوال کرنے کے بعد سخت ندامت ہوئی اور نفس کو مخاطب کرتے ہوئے یوں فرمایا: اے مغرور نفس! تو فضول اور لایعنی سوالات میں قیمتی ترین وقت کو ضائع کرتا ہے؟ پھر اس فضول سوال کے کفارے میں آپ نے ایک سال روزے رکھے۔ (منہاج العابدین، ص65)

2 عمل سے متعلقہ فضولیات!

(1) ٹی وی کے دنیاوی پروگرام دیکھنا (2) ایک خبر دس بار سننا (3) ایک موضوع پر کئی چینلز کے پروگرام سننا (4) سیاست پر لاحاصل گفتگو (5) میچز (Matches) دیکھنا (6) فیس بک، ٹویٹر، انٹرنیٹ سرفنگ (Internet Surfing) اور سوشل ایپز (Social Apps) کے استعمال میں طویل وقت گزارنا۔ آپ مُنصِفانہ انداز میں خود سے سوال کریں کہ کیا اِن تمام مصروفیات کا آپ کی زندگی سے تعلق ہے؟ اکثر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص چار گھنٹے روزانہ اِن "**لاحاصِل کاموں**" پر خرچ کرے تو سال کے 1460 گھنٹے ضائع کرے گا اور اگر اتنے گھنٹے خدا کی رضا یا دنیا کی کامیابی کے لئے لگائے تو کہاں سے کہاں پہنچ سکتا ہے۔

اِنہی چار گھنٹوں کے اعداد و شمار کے اعتبار سے چند مثالیں ملاحظہ کریں۔ (1) اگر آپ ایک گھنٹے میں بیس رکعت نماز پڑھتے تو چار گھنٹوں کے اعتبار سے ایک سال میں 29200 رکعتیں پڑھ لیتے۔ (2) اگر ایک گھنٹے میں ایک ہزار مرتبہ درود پڑھتے تو چار گھنٹوں کے لحاظ سے سال بھر میں چودہ لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ (1,460,000) درود شریف پڑھ پاتے۔ (3) ایک گھنٹے میں شریعت کے دو مسئلے سیکھتے تو چار گھنٹے سیکھنے سے سال میں تین ہزار کے قریب شرعی مسائل سیکھ لیتے۔

یہ سارا حساب ایک سال میں چار گھنٹے کے لحاظ سے ہے اور اگر دس بیس تیس سال کا حساب لگائیں تو نتیجہ نکال لیں۔

الغرض یہ بات سمجھ لیجئے کہ وقت کو تین طرح سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (1) فضول (2) کم فائدہ مند (3) زیادہ فائدہ مند۔ ہر ذی شعور یہ سمجھتا ہے کہ اِن تین طرح کے استعمال میں سے سب سے بہتر وہ استعمال ہے کہ جس کے ذریعے انسان زیادہ فوائد حاصل کرسکے۔

3 دل کا بے کار اور فضول استعمال!

دل اور ذہن کا فضول استعمال یہ ہے کہ (1) خیالی پلاؤ پکاتے رہنا، (2) دوسروں کی ترقی پر اپنا دل جلاتے رہنا اور ہر وقت اپنی ناکامیوں پر کُڑھنا، (3) دل میں گناہ کے منصوبے تیار کرنا، (4) صرف منصوبے بنانا اور کام کچھ نہ کرنا جیسے ایک شخص کھانا بنانے کے سو طریقے (Recipes) سیکھ لے اور کھانا ایک بھی نہ بنائے۔

دل اور ذہن کے فضول استعمال کے نقصانات!

(1) فضول سوچوں سے ذہن کی مفید اور مثبت سوچنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ (2) فضول سوچوں کی وجہ سے بے ہمتی اور کام چوری کی عادت پڑ جاتی ہے۔ (3) ذہنی صلاحیتیں پوری طرح استعمال نہیں ہو پائیں گی، جس کے نتیجے میں منفی سوچ والا شخص اپنی کامیابی کی بجائے دوسروں کی ناکامی کا سوچتا رہے گا۔

الغرض دنیا و آخرت میں کامیاب وہی ہے جو فضولیات سے کنارہ کشی کرکے مفید کاموں میں خود کو مصروف کرلے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (بقیہ تفصیلات تیسرے حصے میں)

تلفظ درست کیجئے!

غلط تلفّظ	صحیح تلفّظ
تخفُظ / تخفُظات	تحَفُّظ / تحَفُّظات
حَمایت	حِمایت
تریانوے / ترانوَے	تِرانُوے
خاصَہ	خاصَّہ
خَرَچ	خَرْچ

(اردو لغت، جلد5، 8)

دار الحدیث، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ، کراچی

قابلِ رشک دو چیزیں

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا یعنی صرف دو خوبیوں (کے حامل) پر حسد (جائز) ہے: 1 وہ شخص جسے اللہ کریم نے مال عطا فرمایا اور اُسے راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی گئی ہو 2 وہ شخص جسے اللہ پاک نے علم دیا ہو، پس وہ اُس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اُسے (دوسروں کو) سکھاتا ہو۔[1]

مذکورہ حدیثِ پاک میں دو نعمتوں کی تمنا کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور مالی صدقے اور علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔[2] بظاہر اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں، حسد تو ہر حال میں برا اور گناہ ہے بلکہ یہاں حسد سے مراد غِبْطہ یعنی رشک ہے۔

اچھی چیزوں میں رشک کرنا جائز بلکہ مومن کی خوبی ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر اس کے حصول کی تمنا کرنا اور دوسرے سے اس کے زائل ہونے کی خواہش نہ کرنا۔ دنیا کی چیزیں اللہ پاک کی ناراضی کا ذریعہ بن جاتی ہیں لہٰذا وہ تو رشک کے قابل ہی نہیں البتہ راہِ خدا میں خرچ کیا جانے والا مال اور علم و حکمت اللہ پاک کی خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔

حدیثِ پاک میں دو خوبیاں بیان کی گئی ہیں:

1 اللہ پاک کسی کو مال عطا فرمائے یہ اس کا فضل ہے، اور اسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق دے یہ اس کا دوسرا فضل ہے۔ راہِ حق میں خرچ کرنے سے مراد اچھے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا ہے۔[3] لہٰذا اگر کوئی شخص وہاں مال خرچ کرے جہاں خرچ نہیں کرنا چاہئے تو اس پر رشک نہیں کرسکتے اور نہ ہی وہ کسی فضیلت کا حق دار ہے۔

2 دوسرا وہ شخص جسے اللہ پاک نے علم و حکمت سے نوازا وہ اس حکمت کی روشنی میں فیصلے کرتا اور اسے دوسروں تک پہنچاتا ہے، یہاں حکمت سے قرانِ پاک مراد ہے یا پھر ہر وہ شے جو جہالت دور کرے اور برے کاموں سے روکے۔[4]

حضرت علامہ عبد المصطفٰی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ ان دو خوبیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دیکھ لیجئے کہ مالدار سخی اور عالمِ دین کی زندگی کے سوا کسی امیر، وزیر یا بادشاہ کی زندگی کو بھی حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قابلِ رشک نہیں فرمایا ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ علماءِ دین کی مقدس زندگی ساری دنیا کے لئے قابلِ رشک ہے اور جب علماءِ کرام کی زندگی قابلِ رشک زندگی ہے تو پھر علماءِ کرام کے لئے احساسِ کمتری کا کوئی سوال

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ فیضان اولیا و علما، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

ہی نہیں ہے۔ علماءِ حق بلاشبہ خدا کی زمین پر چمکتے ہوئے چراغِ ہدایت ہیں۔ خداوندِ کریم نے ان کو اپنے "خیرِ عظیم" کے ساتھ نوازا ہے اسی لئے زمین پر درندے، چرندے، پرندے، چیونٹیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں دریاؤں میں ان کیلئے دعائے رحمت کو اپنا وظیفہ بنائے ہوئے ہیں۔ فرشتوں کی مقدس جماعت ان شائقینِ علمِ دین کی رضا جوئی کے لئے اپنے پَر بچھا دیتی ہے۔ سبحانَ اللہ، سبحانَ اللہ! جب خالقِ کائنات کا فضل و کرم اور کائناتِ عالم کی دعائیں، ملائکہ کے بچھے ہوئے پَر، علماءِ دین کا اعزاز بڑھا رہے ہیں تو اگر چند مردار قسم کے دنیا دار لوگ علماءِ رَبّانیِّیْن کو حَقارت کی نظر سے دیکھیں تو اس کا کیا غم ہے! جو لوگ آج علماء کرام کو حَقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے مقدس رسولوں کے فرمانوں سے منہ موڑ لیا ہے اور دنیا کی دولت پر مغرور ہو کر اور اللہ کے نیک بندوں کی تحقیر و تذلیل کرکے اپنی آخرت کو خراب کر رہے ہیں۔

علماءِ حق کو لازم ہے کہ ان مغرور و بد خصال جُہال (یعنی بدترین جاہلوں) کی ایذا رَسانیوں پر صبر کریں اور ہرگز ہرگز دل شکستہ ہو کر اِعلاء کلمۃُ الحَق (کلمۂ حق بلند کرنے) کے منصبِ جلیل سے الگ نہ ہوں۔ خداوندِ قدوس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا ہے کہ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ۝﴾ یعنی اے محبوب! آپ لوگوں کی خطاؤں کو معاف فرما دیں اور نیکی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے اعراض کرتے رہیں۔[5]

مذکورہ حدیث کے تحت چند فوائد ومسائل ملاحظہ کیجئے: 1 حسد کے خیال کا عملی طور پر اظہار حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے[6] 2 فرائض وواجبات پر رشک کرنا واجب، مستحب کاموں میں رشک کرنا مستحب اور مباح کاموں میں رشک کرنا مباح ہے[7] 3 کسی نعمت والے سے جلنا اور اس کی نعمت کا زوال اور اپنے لئے حصول چاہنا حسد ہے۔ حسد بہت بری صفت ہے جبکہ اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں پر رشک کرنا ایک اچھی صفت ہے لیکن یہ رشک بھی اعلیٰ چیزوں میں ہونا چاہئے 4 اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنا اور علم دین سیکھ کر اس کی روشنی میں فیصلے کرنا اور اس کی نشر و اشاعت کرنا بہت بڑی نیکی ہے 5 یاد رکھئے! اس حدیثِ پاک میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ہرگز حسد کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی یہاں حسد کا مذموم معنیٰ مراد ہے بلکہ یہاں حسد سے مراد غِبطہ ہے لہٰذا حدیثِ رسول کو سمجھنے کے لئے شارحینِ حدیث کو پڑھنا ضروری ہے ورنہ گمراہ ہو جانے اور بھٹک جانے کا خطرہ ہے۔

مال داروں کو چاہئے کہ دینِ اسلام کی اشاعت، اہل و عیال کی خدمت، حج و عمرہ جیسی عظیم عبادت اور اِن جیسے دیگر نیک کاموں میں اللہ پاک کی دی ہوئی دولت خرچ کریں یوں ہی اہلِ علم کو چاہئے کہ وہ نورِ علم پھیلانے میں آگے آگے رہیں تاکہ اِن دونوں طبقوں کو دیکھنے والے ترغیب پائیں اور عملی زندگی میں اِن دونوں خوبیوں کو پانے کی خوب کوشش کریں۔ جن لوگوں کے پاس راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے بہت زیادہ دولت نہیں تو وہ راہِ خدا میں خرچ کرنے والے دولت مندوں کو رشک بھری نظروں سے دیکھ کر یہ ذہن بنانے کی کوشش کریں کہ "بارگاہِ الٰہی میں اخلاص دیکھا جاتا ہے، اگرچہ میرے پاس راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے دولت کے انبار تو نہیں ہیں لیکن میں اپنی اِس تھوڑی سی رقم میں بہت سارا اخلاص شامل کرکے راہِ خدا میں دے دوں تو رحمتِ خداوندی سے امید ہے کہ وہ مجھے بے حساب اجر و ثواب سے نوازے گا۔" اسی طرح اہلِ علم کو رشک بھری نظروں سے دیکھنے والے یہ ذہن بنائیں کہ "علمی ترقی کے لئے مسلسل کوشش ضروری ہے لہٰذا علم میں اضافے کے لئے مجھے بھی خوب کوشش کرنی چاہئے۔"

---

(1) بخاری، 1/ 43، حدیث:73 (2) نزہۃ القاری، 1/ 428، اللامع الصبیح، 1/ 380، تحت الحدیث:73 (3) ضیاء الساری، 2/ 225 (4) ضیاء الساری، 2/ 225 (5) منتخب حدیثیں، ص106 (6) حدیقہ ندیہ، 1/ 601 (7) احیاء العلوم، 3/ 236 ماخوذاً۔

(تیسری اور آخری قسط)

نوافل و تلاوت کی کثرت کرنے والے بزرگانِ دین

مولانا محمد عدنان چشتی عطّاری مَدَنی*

راتوں کو جاگ کر اللہ کریم کی عبادت کرنا، تلاوت قراٰن کرنا، دن اور رات میں نوافل کثرت سے پڑھنا اسلاف کرام بزرگانِ دین کا شب و روز کا معمول رہا ہے، آیئے چند بزرگانِ دین کے معمولات ملاحظہ کیجئے:

بکثرت تلاوتِ قراٰن کرنے والے بزرگ

1 امیر المؤمنین فی الحدیث، حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ پورا رَمضانُ المبارک دن میں ایک قراٰنِ پاک ختم فرماتے اور تراویح کے بعد نوافل میں ہر تین رات میں ایک قراٰن ختم فرماتے۔[1]

2 شَیْخُ الصُّوفیہ حضرت امام ابو بکر محمد بن علی کَتّانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک کے ایسے ولی تھے کہ آپ نے طواف کے دوران 12 ہزار قراٰنِ پاک ختم فرمائے۔[2]

3 شَیْخُ الاسلام حضرت امام ابو بکر بن عَیّاش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے 40 سال یوں گزارے کہ ہر رات اور دن میں ایک قراٰن کریم ختم کیا کرتے تھے۔[3]

4 حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ایک بار ختمِ قراٰنِ پاک فرماتے تھے۔ آپ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات قِیام (عبادت) کرتے، جس مسجد سے گزرتے اس میں دو رَکعت (تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد) ضَرور پڑھتے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں: میں نے جامع مسجد کے ہر سُتُون کے پاس قراٰنِ پاک کا ختم کیا اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کی ہے۔ نماز اور تِلاوتِ قراٰن سے آپ کو خُصوصی مَحبّت تھی، آپ پر ایسا کرم ہوا کہ رشک آتا ہے۔ منقول ہے: جب بھی لوگ آپ کے مزارِ پُراَنوار کے قریب سے گزرتے تو قبرِ انور سے تِلاوتِ قراٰن کی آواز آرہی ہوتی۔[4]

5 فنِّ تعبیر کے مشہور امام حضرت امام محمد بن سِیرِین رحمۃ اللہ علیہ کی بہن حضرت سیّدَتُنا حَفْصَہ رحمۃ اللہ علیہا کا شمار تابعی خواتین میں ہوتا ہے، آپ 30 سال تک اپنی عبادت گاہ سے بغیر کسی ضرورت کے باہر نہ آئیں، ہر رات آدھا قراٰن پڑھ لیا کرتی تھیں نیز عیدین اور اَیّامِ تشریق کے علاوہ پورے سال کے روزے رکھتیں، آپ کی باندی سے ایک بار پوچھا گیا کہ تم اپنی مالکہ کو کیسا پاتی ہو؟ اس نے جواب دیا: وہ بہت نیک عورت ہیں اگر خدانخواستہ کبھی ان سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو وہ ساری رات نماز پڑھتی رہتی ہیں اور روتی رہتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا رات میں چَراغ روشن کرکے عبادت کے لئے کھڑی ہوجاتیں، کئی بار ایسا بھی ہوتا کہ چراغ بُجھ جانے کے باوجود بھی صبح تک آپ کا گھر روشن رہتا۔[5]

6 حضرت ابو عبدُاللہ محمد بن خفیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 371ھ) فرماتے ہیں: میں اپنے ابتدائی دور میں بسا اوقات ایک ہی رکعت میں 10 ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا تھا اور کبھی ایک رکعت میں پورا قراٰنِ پاک پڑھ لیا کرتا تھا اور بعض اوقات صبح سے عصر تک ایک ہزار رکعات نوافل پڑھتا تھا۔[6]

7 حضرت علامہ ضیاء مَقْدِسی رحمۃ اللہ علیہ قطبِ زمانہ حضرت امام ابو عمر محمد بن احمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کوئی دعا سُنتے اسے یاد کرلیتے اور وہ دعا مانگتے، جس نماز کا ذکر سُنتے اسے ادا کرلیتے، جو حدیث شریف سُنتے اس پر عمل کرتے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود لوگوں کو شبِ براءت میں ایک سو رکعت باجماعت پڑھایا کرتے

* رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

تھے۔ پوری جماعت میں سب سے زیادہ فرحت و تازگی آپ پر ہوتی تھی، جوانی کی عمر سے ہی کبھی رات کا قیام ترک نہ کیا، میں نے ان کے ساتھ کئی جنگوں میں شرکت کی ہم میں سے بعض نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی ایک آدمی جاگ کر پہرہ دے اور باقی سو جائیں تو شیخ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ تم سو جاؤ اور خود نماز ادا کرنے لگے، ساری رات نماز پڑھتے رہے۔ حضرت احمد بن یونس مقدسی علیہ الرَّحمہ نے فرمایا: سفر میں آپ کا معمول تھا کہ راتوں کو نماز ادا کرتے اور ہمسفروں کی جان و مال کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے عبدُ اللہ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ رات کو نماز میں قراٰنِ پاک کی ایک منزل ترتیل سے تلاوت فرماتے۔ دن میں روزانہ ظہر سے عصر کے دوران ایک منزل تلاوت فرماتے۔[7] آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ دن رات میں بہتّر رکعات نوافل ادا کیا کرتے تھے۔[8]

عشاء کے وضو سے فجر کی نماز

صحاحِ سِتّہ کے جلیلُ القدر راوی شیخُ الاسلام حضرت سلیمان بن طِرخان تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اپنے والد کے بارے میں بتاتے ہیں: میرے والدِ گرامی کا معمول تھا کہ چالیس سال تک ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے (روزہ چھوڑتے) اور (ساری رات جاگ کر) عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے تھے۔[9]

حضرت رَقَبہ بنُ مَصْقَلَہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ پاک کا دیدار کیا تو اللہ کریم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میں سلیمان تیمی کی آرام گاہ کو ضرور عزت بخشوں گا، اس نے 40 سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔[10]

حضرت سلیمان بن طرخان رحمۃ اللہ علیہ ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے۔ آپ اور آپ کا بیٹا معتمر ساری رات مختلف مساجد میں پھرتے رہتے تھے، کبھی اِس مسجد میں نماز پڑھتے اور کبھی اُس مسجد میں، حتّٰی کہ انہیں صبح ہو جاتی۔[11]

حضرت امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ بزرگانِ دین جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتے اور 30 یا 40 سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے رہے، کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد صرف تابعین عظام میں سے تقریباً 40 ہے۔

پھر آپ نے مکہ پاک، مدینہ شریف، یمن، شام، کوفہ، عبادان، ایران اور بصرہ کے ان اولیاء کے نام بھی گنوائے جو 30 یا 40 سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے رہے ہیں۔[12]

نقاد محدث حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: صَلَّى عَبْدُ الوَاحِدِ بنُ زَيْدٍ الصُّبْحَ بِوُضُوءِ العَتَمَةِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی حضرت عبدُ الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔[13]

کروڑوں حنفیوں کے امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال مسلسل روزے رکھے۔ تیس سال تک ایک رکعت میں قراٰنِ پاک ختم کرتے رہے۔ چالیس (بلکہ 45) سال تک عشاء کے وُضُو سے فجر کی نماز ادا کی، جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی وہاں آپ نے سات ہزار قراٰنِ پاک ختم فرمائے تھے۔[14]

حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے چالیس سال تک حضرت شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی، اس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو کر کے دو رکعت نمازِ نفل پڑھتے۔[15]

حضرت سعید بن مسیّب، حضرت عمرو بن عبید، حضرت وَہب بن مُنَبِّہ اور حضرت عبدُ الرحمٰن بن اسود جیسے جلیل القدر بزرگانِ دین کے بارے میں بھی اس طرح کے اقوال ملتے ہیں کہ انہوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔

اللہ کریم ان نفوسِ قدسیہ پر اپنی بے شمار رحمت فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں بھی فرائض و نوافل پر استقامت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ارشاد الساری، 1/64 (2) سیر اعلام النبلاء، 11/469 (3) سیر اعلام النبلاء، 7/686 (4) حلیۃ الاولیاء، 2/364 تا 366 ملتقطاً و ملخصاً (5) صفۃ الصفوہ، جزء 4، 2/21، 22 (6) رسالہ قشیریہ، ص 82 (7) تاریخ الاسلام للذہبی، 43/267 (8) تاریخ الاسلام للذہبی، 43/268 (9) سیر اعلام النبلاء، 6/398 (10) سیر اعلام النبلاء، 6/197، جامع الاصول فی احادیث الرسول، 13/150، رقم: 1117 (11) تہذیب الکمال، 12/8 (12) قوت القلوب، 1/83 (13) سیر اعلام النبلاء، 7/178، حفظ العمر لابن الجوزی، ص 51 (14) خیرات الحسان، ص 50 (15) بہجۃ الاسرار، ص 164۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 عاشورا کے علاوہ مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے فضائل

سُوال: کیا 9 اور 10 مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے علاوہ بھی مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے فضائل ہیں؟

جواب: مُحَرَّمُ الْحَرَام شریف کے روزوں کے تعلق سے دو فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیشِ خدمت ہیں: (1) رَمضان کے بعد مُحَرَّم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلوٰۃُ اللیل یعنی رات کے نوافل ہیں۔ (مسلم، ص456، حدیث: 2755) (2) مُحَرَّم کے ہر دِن کا روزہ ایک مہینے کے روزوں کے برابر ہے۔

(معجم صغیر، 2/71- مدنی مذاکرہ، یکم محرم الحرام 1441ھ)

2 کیا مُحَرَّم میں مچھلی کھا سکتے ہیں؟

سُوال: مُحَرَّم شریف کا چاند نظر آنے کے بعد مچھلی پکا کر کھا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! مچھلی، مُرغی، گوشت اور جو بھی حلال چیز ہے سب کھا سکتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

3 جہیز کی نُمائش کرنا کیسا؟

سُوال: بعض جگہ یہ رَواج ہے کہ جہیز میں دیئے گئے سامان کو باقاعدہ سجا کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، بعض جگہ ایک شخص کھڑے ہو کر اِعلان بھی کر رہا ہوتا ہے کہ یہ سونے کا سیٹ اتنے تولے کا ہے وغیرہ تو یہ سب کرنا کیسا؟

جواب: جہیز کی نُمائش کرنے میں کوئی شَرعی ممانعت تو نظر نہیں آتی اَلبتہ اِس میں اَخلاقی اور مُعاشرتی خَرابیاں ضَرور ہیں۔ مُعاشرے میں نمود و نمائش کا شوق اِس قدر سَرایت کر چکا ہے کہ مسجد میں چندہ دیتے وقت بھی خواہش کی جاتی ہے کہ نام لے کر دُعا کی جائے تاکہ لوگوں کو بھی پتا چل جائے کہ مابدولت نے مسجد کو چندہ دینے کا اِحسان کیا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 19 محرم الحرام 1440ھ)

4 کربلا کی حاضِری

سُوال: آپ کی کربلائے مُعلّیٰ میں حاضِری کب ہوئی تھی؟

جواب: کربلائے مُعلّیٰ کی حاضِری کا سال مجھے یاد نہیں ہے، کافی سال ہو گئے ہیں۔ زندگی میں دو مرتبہ بغداد شریف کا سَفَر کیا تھا اور دونوں مرتبہ کربلا شریف کی حاضِری بھی ہوئی تھی۔

(مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

5 مُحَرَّمُ الْحَرَام میں لفظ "حَرام" کا کیا مطلب ہے؟

سُوال: مُحَرَّمُ الْحَرَام میں "مُحَرَّم" کے ساتھ "حَرام" کا لفظ کیوں ہے؟

جواب: یہاں اس نام میں "حَرام" کا لفظ "حَلال" کے مقابلے میں نہیں ہے، بلکہ اِس لفظِ حَرام سے مراد عزّت و حُرمَت ہے، چونکہ مُحَرَّم کا

مہینا عزّت و حُرمت والا ہوتا ہے، اِس لئے اِس کے ساتھ لفظِ حَرام بولا جاتا ہے، جس طرح کعبہ شریف جس مسجد میں ہے اُس کا نام مسجدُ الحَرام ہے، جس کا مطلب ہے: عزّت و حُرمت والی مسجد۔

(مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

6 ایصالِ ثواب کا اِنکار کرنا کیسا؟

سُوال: جو عزیز رشتے دار دنیا سے چلے جاتے ہیں، کیا اُن کی قبروں پر جاکر دعا مانگنے اور اُن کے لئے قراٰن خوانی کروانے سے اُنہیں ثواب پہنچتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب یعنی ثواب پہنچانا، جس طرح ہم مرنے والے کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں یا اُس کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں تو اُسے اس کا ثواب ملتا ہے، اِسی طرح جب ہم اُس کے لئے قراٰن اور قُل شریف وغیرہ پڑھتے یا پڑھواتے ہیں تو اُسے اِس کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ ایصالِ ثواب اچّھا کام ہے۔ اِس کا اِنکار کرنا گناہ اور اِنکار کرنے والا گمراہ ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 9/590، 592) جب شریعت نے ایصالِ ثواب کو جائز کہا ہے تو میں اور آپ اِس کا انکار کیسے کرسکتے ہیں! (مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

7 قبر والے سنتے اور دیکھتے ہیں

سُوال: اگر ہم جمعرات یا جمعہ کے روز قبرستان جائیں اور قبر والوں سے بات کریں تو کیا وہ ہماری بات سنتے ہیں؟

جواب: جمعرات ہو یا جمعہ یا اور کوئی وقت ہو، قبر والے سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں، بلکہ اُن کی دیکھنے اور سننے کی طاقت دنیا کے مُقابلے میں بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر مُردہ غیر مسلم ہو تو وہ بھی دیکھتا سنتا ہے۔ (بخاری، 3/11، حدیث: 3976 ملتقطاً) قبر والے کو دنیا میں جس سے زیادہ اُنسیت، محبّت یا تعلّق ہوتا ہے جب وہ قبر پر آتا ہے تو قَبْر والے کو زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(دیکھئے: جذب القلوب، ص197- مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

8 سسرال میں مُحَرَّمُ الْحَرام کا چاند دیکھنے میں حَرَج نہیں

سُوال: یہ بات کہاں تک دُرست ہے کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے؟

جواب: یہ بھی ایک ڈھکوسلا اور غَلَط بات ہے کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے۔ بالفرض اگر دُلہن کی آنکھیں کمزور ہوں یا وہ نابینا ہو یا اُس کا گھر کسی پلازے میں ہو تو وہ میکے میں چاند کیسے دیکھ پائے گی؟ نیز اگر دُلہن کے ماں باپ فوت ہوچکے ہوں اور اُس کا کوئی وارث نہ ہو تو کیا چاند دیکھنے کے لئے اُسے دارُ الْاَمان بھیجا جائے گا؟ یاد رَکھئے! شرعی لحاظ سے ایسا کوئی مسئلہ نہیں کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے بلکہ یہ سب عوامی توہُّمات ہیں جن کو ختم کرنا ضَروری ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 محرم الحرام 1440ھ)

9 پاکستان اِسلام کا قلعہ ہے

سوال: آج کل غیر ملکی چیزیں خریدنے میں لوگوں کا رُجحان زیادہ ہوتا ہے کسی انگریز یا باہر کی کمپنی کی چیز ہو تو فوراً لے لیتے ہیں اور اپنے ملک کی چیزیں ان کو سمجھ میں نہیں آتیں بلکہ اچھی ہی نہیں لگتیں اور کوئی چیز دیکھ لیتے ہیں تو یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ چھوڑو یار یہ تو پاکستانی ہے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: پاکستان اِسلام کا قلعہ ہے! پاکستان میں لاکھوں مَساجد ہیں، پاکستان میں جتنے نمازی ہیں اتنے کہیں اور کم ہی ملیں گے، پاکستان میں اللہ پاک اور اس کے رَسُول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا نام لینے پر کوئی پابندی نہیں ہے، پاکستان میں ٹھیک ٹھاک دِین کا کام ہوتا ہے اور مَاشَآءَ اللہ یہاں جتنی آزادی سے دِین کی خدمت کرسکتے ہیں اتنی آزادی سے کہیں اور نہیں کرسکتے۔ کیا یہ سب نظر نہیں آتا؟ اگر کسی پاکستانی کمپنی نے فراڈ کیا تو اس میں ملک کا قصور نہیں ہے، سارا قصور کمپنی کا ہے کہ اس نے فراڈ کیا اور ناقص مال بیچا۔

آپ پاکستانی ہیں تو پاکستانی بنیں، جو لوگ اپنے ملک کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے اسے بُرا بھلا کہہ رہے ہوتے ہیں اور کہلوا رہے ہوتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، یاد رَکھئے! اپنا وطن اپنا وطن ہوتا ہے، اپنا ملک اپنا ہوتا ہے اور جو اس کی بُرائی کرتے ہیں وہ اپنی ہی بُرائی کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پاکستان بہت اچھا ملک ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 20 صفر المظفر 1441ھ)

آفس دار الافتاء اہلِ سنّت ملتان، پاکستان

دارُالافتاء اَہلِسُنّت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 کیا مرد پر احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق کرانا ہی ضروری ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اپنے وقت پر احرام سے باہر ہونے کے لئے مرد پر حلق کرانا ہی ضروری ہے یا قصر بھی کرا سکتا ہے، اگر قصر کرا سکتا ہے تو افضل عمل کیا ہے نیز قصر کی مقدار کتنی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

مرد کے لئے احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق کرانا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر تقصیر کرانا ممکن ہو تو تقصیر کی بھی رخصت ہے، البتہ مرد کے لئے پورے سر کا حلق سنّت اور افضل عمل ہے، اور تقصیر کے ذریعہ احرام سے باہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر بال انگلی کے ایک پورے کے برابر یعنی تقریباً ایک انچ کاٹ لیا جائے، حلق کی طرح تقصیر میں بھی یہی سنت ہے کہ پورے سر کے بالوں کی تقصیر کی جائے، تقصیر میں مرد اور عورت دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔

چوتھائی سر کی تقصیر کرنا ہو تو چوتھائی سر سے کچھ زیادہ حصے کے بال اور ایک پورے سے زائد کاٹ لینا چاہئے، تاکہ بال چھوٹے بڑے ہونے کی بنا پر یہ نہ ہو کہ چوتھائی سر کے بالوں کی تقصیر نہ ہوسکے۔ (المسلک المتقسط، ص324، الدر المختار ورد المحتار، 3/738، 739 ملتقطاً، بہار شریعت 1/1142 ملتقطاً، 27 واجبات حج اور تفصیلی احکام، ص118)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کیا ہر اذان کا جواب دینا لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جس بلڈنگ میں رہتا ہوں وہاں چند منٹ کے فاصلہ پر مختلف اذانوں کی آوازیں آتی ہیں کیا ہم پر ہر اذان کا جواب دینا لازم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وقفے وقفے سے اگر مختلف اذانوں کی آوازیں آرہی ہوں تو زبان سے فقط پہلی ہی اذان کا جواب دینا مستحب ہے البتہ بہتر یہی ہے کہ سب اذانوں کا جواب دیں۔

رد المحتار میں ہے: ”ولو تکرر ای بان اذن واحد بعد واحد

* محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

۔۔۔اجاب الاول۔ ”یعنی: اگر ایک کے بعد ایک اذان دے تو سننے والا پہلی کا جواب دے۔ (ردالمحتار مع درمختار، 2/82)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ”بہارِ شریعت“ میں لکھتے ہیں: ”اگر چند اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔

(بہارشریعت، 1/473)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیتِ سجدہ پانچ لوگوں نے پڑھی تو سجدۂ تلاوت ایک بار ہوگا یا پانچ بار؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیتِ سجدہ پانچ لوگوں نے پڑھی تو سجدۂ تلاوت ایک ہی بار کرنا ہوگا یا پانچ بار؟ نیز اگر آیتِ سجدہ سننے والے نے خود بھی وہی آیت اسی مجلس میں تلاوت کی ہو تو وہ ایک ہی سجدۂ تلاوت کرے گا یا الگ الگ یعنی ایک پڑھنے کا اور دوسرا سننے کا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی دونوں صورتوں میں ایک ہی سجدہ تلاوت کافی ہوگا، الگ الگ سجدۂ تلاوت کرنا واجب نہیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو، یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔“ (بہارشریعت، 1/735)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 عاشوراء کے دن سرمہ لگانے کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عاشوراء یعنی دس محرم کے دن سرمہ لگانے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عاشوراء یعنی دس محرم کے دن سرمہ لگانا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ جو عاشوراء کے دن اثمد سرمہ لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دُکھیں گی۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرَّحمہ اپنی کتاب الجامع الصغیر میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں: ”من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم یرمد ابدا“ یعنی جس نے عاشوراء کے دن اثمد سرمہ لگایا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔

(الجامع الصغیر، ج2، ص418، حدیث:8506)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: ”ان فی الاکتحال بہ مرمۃ للعین وتقویۃ للبصر، واذا کان ذلک منہ فی ذلک الیوم نال البرکۃ فعوفی من الرمد علی طول الامد“ یعنی اثمد سرمہ لگانے میں آنکھوں کی درستی اور بینائی کی تقویت ہے، اور جب اس (عاشوراء کے) دن میں لگایا جائے تو برکت حاصل ہوگی، پھر طویل مدت آنکھوں کے درد سے عافیت نصیب ہو جائے گی۔

(التیسیر شرح جامع الصغیر، 2/404)

درر المنتقی میں قہستانی سے ہے: ”ولاباس بہ للجمیع یوم عاشوراء علی المختار لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام من اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عیناہ ابدا“ یعنی عاشوراء کے دن تمام (روزہ دار، اور غیر روزہ دار) کے لئے مختار قول کے مطابق سرمہ لگانے میں حرج نہیں، کیونکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا فرمان ہے: جس نے عاشوراء کے دن سرمہ لگایا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (الدرر المنتقی، 1/364)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: ”عاشوراء کے دن اور بہت سے اعمال کرنا چاہئیں جیسے غسل کرنا، سرمہ لگانا، روزہ رکھنا وغیرہ۔“ (مراٰۃ المناجیح، 3/126)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دوسروں کے وقت کی قدر کیجئے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

جس طرح ہمارے لئے ہمارا وقت قیمتی اور اہم ہے کہ ہم اس کی قدر کریں، اسی طرح دوسروں کے لئے بھی ان کا وقت قیمتی اور اہم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے وقت کی قدر کے ساتھ ساتھ دوسروں کے وقت کی بھی قدر کرنی چاہئے اور ہر اس کام سے بچنا چاہئے جس سے دوسروں کا وقت ہماری وجہ سے ضائع ہوتا ہو۔

خطیب صاحبان اور مبلغین سے عرض ہے کہ جمعہ کے دن خطیب صاحب کا خطاب سننے اور یوں ہی سنّتوں بھرے اجتماع میں مبلغ کا بیان سننے کے لئے آنے والے لوگوں میں سے کوئی 10 سے 15 منٹ کا سفر کرکے آتا ہے تو کوئی آدھے گھنٹے اور ایک گھنٹے کا، بسا اوقات تو اجتماعات اور تربیتی نشستوں میں شرکت کے لئے لوگ دور دراز کا سفر مثلاً ایک دن کا یا ایک دن اور ایک رات کا یا پھر دو تین دنوں کا سفر کرکے آئے ہوتے ہیں، ان میں سے کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہوں گے جو صرف خطاب و بیان سننے کے لئے اپنا کام کاج چھوڑ کر آتے ہوں گے، ایسی صورتحال میں ایک خطیب صاحب اور مبلغ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ لوگوں کے وقت کی قدر کرتے ہوئے ان کے سامنے صرف معتمد اور مستند باتیں ہی بیان کریں، اور انہیں ان کی ضروریات، پروفیشن اور طرزِ معاشرت کے مطابق دینی تعلیمات پہنچائیں، اس کے لئے معتبر علمائے اہلِ سنّت کی کتابوں کا مطالعہ کریں، مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والی کتابیں بھی اس حوالے سے اِن شآءَ اللہ آپ مفید پائیں گے، آپ حضرات کو اپنے بیان کے لئے مطالعہ کتنا اور کتنی دیر کرنا چاہئے اس کے لئے آپ یہ سوچیں کہ آپ کا بیان سننے کے لئے اگر 50 افراد بھی آتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے آنے جانے اور بیان سننے میں دو دو گھنٹے لگتے ہوں تو مجموعی طور پر 100 گھنٹے ہوئے، تو ان کے 100 گھنٹوں کے مقابلے میں ان کو دین سکھانے کے لئے آپ حضرات کو کتنی دیر اور کتنا مطالعہ کرنا چاہئے، 15 منٹ یا 15 گھنٹے؟ 15 لائنیں پڑھنی چاہئیں یا 15 صفحات یا پھر 15 کتابیں، اس کا فیصلہ آپ خود ہی فرمالیں۔ میری بس اتنی عرض ہے کہ آپ کے پاس آنے والے جب اپنے گھروں کو لوٹیں تو انہیں یہ نہ لگے کہ ہمارا وقت ضائع ہوگیا، کچھ سیکھنے کو نہ ملا یا کچھ نیا سیکھنے کو نہ ملا۔

مختلف دنیاوی اور دینی انسٹیٹیوٹس اور اداروں میں پڑھانے والے ٹیچرز سے عرض ہے کہ آپ تو قوم کے معمار ہیں، مستقبل میں ملک و ملت کو سنوارنے والے اپنے وقت اور اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ آپ کو دیکھتے اور آپ کی باتیں سنتے ہوئے گزارتے ہیں، ان میں سے کئی تو آپ سے علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھروں اور اپنے وطن سے دور، روکھی سوکھی پر گزارہ کرکے وقت گزارتے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

ہیں، کئی کئی دنوں اور مہینوں تک صرف آپ سے علم حاصل کرنے کے لئے اپنوں سے دور رہتے ہیں، ایسی صورتحال میں آپ کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ ان اسٹوڈنٹس کے وقت کی قدر کریں، ان کی پڑھائی پر مکمل توجہ دینے کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاقیات سنوارنے کی بھی بھرپور کوشش کریں۔ آپ کے پڑھائے ہوئے سے انہیں یہ نہ لگے کہ شاید استاد صاحب پڑھانے کے لئے تیاری نہیں کرتے، بس اپنا وقت پورا کرنے کے لئے کلاس میں آجاتے ہیں، یا پھر استاد صاحب کو تو بس اپنی سیلری سے مطلب ہے، اسٹوڈنٹس کا فیوچر سفید ہوتا ہو یا سیاہ اس سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں۔

محترم مبلغین و معلمین! جب بھی دوسروں کو کچھ سکھانا اور بیان کرنا ہو تو اس کے لئے پہلے تیاری ضرور کریں اور اس میں بھی پہلے آپ یہ دیکھیں کہ آپ کا بیان سننے والے کون اور کس لیول کے لوگ ہوں گے، علما میں بیان کرنے کے لئے مواد الگ ہوگا جبکہ عام لوگوں میں بیان کی جانے والی باتیں الگ ہوں گی، دنیوی اور دینی طور پر پڑھے لکھے لوگوں میں الگ الگ طرز کا بیان ہوگا۔

مواد کی اہمیت و ضرورت کے ساتھ ساتھ اس بیان کرنے کی ترتیب کا بھی خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ تمہید کیا بنانی ہے اور موضوع کو کہاں تک نبھانا ہے، ترغیب کہاں بیان کرنی ہے، اور جس مقصد کے حصول کے لئے سامعین کو جمع کیا گیا وہ کہاں واضح کرنا ہے اسے یوں سمجھئے کہ جس طرح بیج بونے کے لئے پہلے زمین میں ہل چلانا، اسے نرم کرنا ہوتا ہے پھر جاکر بیج ڈالا جاتا ہے، بیان کی ترتیب میں بھی اس بات کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ جب آپ دو سے تین مرتبہ اس طرح تیار کرکے بیان کریں گے تو اللہ پاک کی رحمت سے پھر آپ کو آئندہ اس طرح بیانات کرنے میں زیادہ دقت پیش نہیں آئے گی۔

اسی طرح جہاں دوسروں کے وقت کی قدر کے لئے مطالعہ کرنا، مزید اور مزید سیکھتے اور پڑھتے رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے علم پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ اپنے علم پر عمل کرنا جہاں ہمارے اپنے لئے مفید ہے وہیں دوسروں کے لئے بھی مفید ہے۔ مبلغین، واعظین اور اساتذہ جس قدر باعمل ہوں گے لوگ بھی اسی قدر ان کی نصیحتیں قبول کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر فوائد بھی حاصل ہوں گے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی جو شخص اپنے علم پر عمل کرے، اللہ اسے وہ بھی سکھادیتا ہے جو وہ نہیں جانتا۔[1]

نیز اگر آپ غیرِ عالم ہیں اور بیان کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ درج ذیل ہدایات پر بھی عمل کریں۔

میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: غیرِ عالم کے بیان کی آسان صُورت یہ ہے کہ عُلَمائے اہلِ سنّت کی کتابوں سے حسبِ ضرورت فوٹو کاپیاں کرواکر اُن کے تَراشے اپنی ڈائری میں چسپاں کرلے اور اس میں سے پڑھ کر سنائے۔ منہ زُبانی کچھ نہ کہے نیز اپنی رائے سے ہرگز کسی آیتِ کریمہ کی تفسیر یا حدیثِ پاک کی شَرح وغیرہ بیان نہ کرے کیوں کہ تفسیر بالرّائے[2] حرام ہے اور اپنی اٹکل کے مطابق آیت سے استِدلال یعنی دلیل پکڑنا اور حدیثِ مبارک کی شرح کرنا اگرچہ دُرُست ہو تب بھی شرعاً اس کی اجازت نہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے بغیرِ علم قراٰن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنّم بنائے۔[3] غیرِ عالم کے بیان کے بارے میں رہنمائی کرتے ہوئے میرے آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جاہل اُردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اِس میں حَرَج نہیں۔[4]

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے! اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی دنیا و آخرت بہتر کرنے کی کوششوں میں لگے رہیں، درس و بیان اور دیگر سیکھنے سکھانے کی نشستوں کو فضولیات اور وقت ضائع کرنے والے کاموں سے پاک کریں، اپنے وقت کی قدر کے ساتھ ساتھ دوسروں کے وقت کی بھی قدر کریں۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) حلیۃ الاولیاء، 10/13، حدیث:1432 (2) تفسیر بالرائے کرنے والا وہ کہلاتا ہے جس نے قراٰن کی تفسیر عقل اور قیاس (اندازہ) سے کی، جس کی نقلی (یعنی شرعی) دلیل وسند نہ ہو۔ (3) ترمذی، 4/439، حدیث:2969 (4) فتاویٰ رضویہ، 23/409۔

”تناسُخ یا آواگون“ (قسط01)
اسلامی نقطۂ نظر سے

مفتی محمد قاسم عطاری*

کسی شخص کے انتقال کے بعد اُس کی روح کا اُس کے بدن سے نکل کر کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو کر اُسی طرح جسم کے ساتھ تصرُّف کا تعلق قائم کرلینا، جیسا پہلے جسم کے ساتھ تھا، یہ عربی میں ”تَناسُخ“ اور ہندی میں ”آواگون“ کہلاتا ہے۔

یہ نظریہ ہندوؤں میں آج بھی مسلّمہ ہے، جبکہ بعض اوقات کچھ وَسْوَسوں، وَہموں، جنات کی شرارتوں اور نَفْسیاتی و دِماغی پیچیدگیوں کی وجہ سے پیش آنے والے عجیب و غریب اَحوال کی وجہ سے ماہرِ نَفْسیات کہلانے والے کچھ لوگ بھی اس طرح کے نظریے کا شکار ہوجاتے ہیں، اگرچہ (دوچار کے سوا) دنیا کے اکثر محقق ماہرینِ نَفْسیات اس نظریے کو جھوٹ، غلط یا غیر ثابت مانتے ہیں۔ ہمارے ہاں کچھ لوگوں کو بلدی کی ڈَنڈِی پکڑ کر پنساری بننے کا شوق ہے، لہٰذا اُنہیں دنیا میں جہاں کہیں کوئی الٹی سیدھی، بے تکی بات نظر آئے وہ شہرت کی خاطر یا حماقت کی وجہ سے لوگوں کا دین و ایمان خراب کرنے کے لئے پیش کردیتے ہیں۔ تناسُخ کا نظریہ، اسلام کے مُنافی ہے کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا، اسلام کے بنیادی عقیدے قیامت و حشر و نشر یعنی مرنے کے بعد اٹھنے سے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن و حدیث اِس نظریے کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں۔ موت آنے پر کسی بھی شخص کے دوبارہ دنیا میں دوبارہ زندگی گزارنے کے لئے آنے کو قرآن مجید میں سختی سے رد کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے۔ جس دنیا کو میں نے چھوڑ دیا ہے شاید اب میں اُس میں (دوبارہ واپس جاکر) کچھ نیک عمل کرلوں۔ (ایسے کو جواب دیا جاتا ہے کہ دنیا میں واپسی) ہرگز نہیں (ہوگی)! یہ (دنیا میں دوبارہ جانے اور اچھے کام کرنے کی) تو ایک بات ہے جو وہ (مرنے والا) کہہ رہا ہے اور ان (مرجانے والوں) کے آگے (دنیا میں واپسی کی راہ میں) ایک رکاوٹ ہے اُس دن تک جس دن وہ اٹھائے جائیں گے۔[1]

اِس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے واضح طور پر بتادیا کہ کافر مرتے وقت بہت فریاد اور آہ وزاری کرکے آواگون یعنی دوبارہ دنیا میں آنے کی درخواست کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی ”آواگون کی درخواست“ رد کردے گا اور کسی صورت اُنہیں دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجے گا، بلکہ قیامت تک برزخی زندگی ہی میں رکھا جائے گا اور وہیں سے آگے قیامت کے دن کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کی موت کے بعد اب تک اور پھر قیامت تک صبح شام عذاب دینے کا تذکرہ کیا، جو اُن لوگوں کے آواگون نہ ہونے کی قطعی دلیل ہے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے: اور فرعونیوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔ آگ ہے جس پر

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

صبح و شام (عذاب کے لئے) انہیں پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (اس دن کہا جائے گا) فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں داخل کردو۔[2]

سورۃ الزمر میں فرمایا کہ موت کے وقت اور نیند کی حالت میں روح لے لی جاتی ہے، لیکن نیند میں روح کا بدن سے قوی اثرات والا تعلق باقی رہتا ہے اور بیداری کے وقت وہ روح جسم میں پوری طرح چھوڑ دی جاتی ہے، جبکہ موت کے بعد جو روح بدن سے کھینچ لی جاتی ہے، اُسے اللہ تعالیٰ اپنے پاس روک لیتا ہے اور دوبارہ زندگی گزارنے کے لئے بدن میں واپس نہیں بھیجتا، چنانچہ فرمایا: اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت وفات دیتا ہے اور جو نہ مریں انہیں ان کی نیند کی حالت میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیتا ہے اسے (یعنی اس روح کو) روک لیتا ہے (واپس نہیں بھیجتا) اور دوسرے (یعنی نیند والے کی روح) کو ایک مقررہ مدت (موت) تک (کے لئے) چھوڑ دیتا ہے۔[3]

سینکڑوں احادیث میں موت سے لے کر قیامت تک کے معاملات کا بیان موجود ہے، جن میں سے چند اُمور کا ذکر کرتا ہوں: (1) موت کے وقت فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں۔ (2) موت کے بعد اُسے مختلف مقامات پر لے جاتے ہیں۔ (3) مردہ، اپنے اہلِ خانہ کو جلد دَفنانے کے لئے کہتا ہے۔ (4) مردہ، اپنے دفنانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔ (5) قبر میں مردے سے منکر نکیر یعنی دو فرشتے سوال کرتے ہیں (6) روح آسمانوں کی طرف جاتی ہے۔ (7) فرشتوں کو دیکھتی ہے، ان کی باتیں سنتی اور ان سے باتیں کرتی ہے۔ (8) جنتی روح کو اس کا جنتی ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ (9) میت اہلِ خانہ کی طرف سے صدقات کی منتظر رہتی ہے۔ (10) نیک روح کے لئے قبر منتہائے نظر تک وسیع کردی جاتی ہے۔ (11) میت کو زندوں کے اعمال سنائے جاتے ہیں، وہ نیکیوں پر خوش اور بُرائیوں پر غمگین ہوتی ہے۔ (12) روحیں آپس میں ملاقاتیں کرتی ہیں۔ (13) کئی نیک روحیں حضور سید دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اولیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں۔ (14) کئی اَرْواح کو قبر میں نمازیں پڑھنے اور تلاوتِ قرآن کی سعادت ملتی ہے۔ (15) راہِ خدا میں شہید ہونے والے دوبارہ شہید ہونے کی آرزو کرتے ہیں۔ (16) بہت سے مسلمانوں کی روحیں سبز یا سفید پرندوں کے پیٹوں میں اور بہت سی سونے کی قندیلوں میں عرش کے نیچے بسیرا کرتی ہیں۔ (17) گناہگاروں کی روحیں کئی طرح کے عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں۔ (18) کفار کی روحیں قیامت تک عذاب کا شکار رہتی اور سجین میں قید رہتی ہیں۔ اس طرح کی حدیثیں تمام بڑی کتبِ احادیث میں موجود ہیں اور بطورِ خاص علامہ سُیوطی رحمۃ اللہ نے اس موضوع پر "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" اور علامہ قرطبی مالکی نے "کتاب التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ" میں اس پر تفصیل سے روایات جمع کی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے اس پر مُفصَّل کتابیں لکھی ہیں۔

یہ سب اِسلامی روایات اور قرآن و حدیث کا خلاصہ ہے۔ کیا اِن عقائد و معلومات کی روشنی میں کہیں نظر آتا ہے کہ تناسخ، آواگون کے نظریے کی اسلام میں کہیں گنجائش ہے؟ ہر گز نہیں۔ اسلامی قطعی عقیدے کے مقابلے میں چند لوگوں کے دِماغی خَلَل کو بنیاد بنا کر "آواگون" کے نظریے کو درست سمجھنا اور کروڑوں مسلمانوں کو اس باطل نظریے کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا نہایت تباہ کُن اور صریح اِسلام دشمنی کا اِقدام ہے، اگرچہ یہ بیان کرنے والا اپنی طرف سے کتنی ہی اچھی نیت کرے۔

مضمون کے شروع میں چند آیات ذکر کی ہیں جبکہ احادیث کا صرف خلاصہ ہی بیان کیا ہے۔ مؤمنوں کے ایمان کو مزید پختہ کرنے اور کفر و ضَلالت کے عقیدے سے بچانے کے لئے چند احادیث بھی نقل کر دیتا ہوں، تاکہ ہر مسلمان اُن احادیث کو پڑھ بھی لے کیونکہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے ماہرِ نَفْسیات (حقیقتاً مریضِ نَفْسیات) اور ہمہ دانی (سب کچھ جاننے) کے تکبر میں مبتلا لوگوں کی کوئی بات یا من گھڑت تحقیق ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین کے مقابلے ایک ٹکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

احادیث یہ ہیں: ایک تفصیلی حدیث میں سوالاتِ قبر اور میت کے جوابات کے بارے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس کے ابتدائی مختصر الفاظ یہ ہیں: اُس (میت) کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اُسے اُٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اُس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب

کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: اللہ میرا رب ہے۔۔۔ الی آخرہ۔[4]

ایک دفعہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک میت کی تدفین کر کے واپس لوٹنے لگے تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: إنه الآن يسمع خفق نعالكم۔ ترجمہ: تمہارے واپس پلٹنے پر یہ میت اب تمہارے جوتوں کی آواز سنے گی۔[5]

چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے، چنانچہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: العبد إذا وضع في قبره، وتولى وذهب أصحابه حتى إنه ليسمع قرع نعالهم۔ ترجمہ: بندے کو جب قبر میں اتارا جاتا ہے اور اُس کی تدفین کو آنے والے ساتھی واپس جانے لگتے ہیں تو وہ میت اُن کے جوتوں کی چاپ تک کو بھی سن رہی ہوتی ہے۔[6]

غزوۂ بدر کے بعد فاتحانہ شان سے لوٹتے ہوئے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک گڑھے کے پاس آئے، اُس گڑھے میں قتل ہوئے کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا، وہاں آکر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ایک کافر کا نام لے کر انہیں مخاطب کیا اور انہیں تنبیہ کی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُن مردوں سے گفتگو کرنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعجب ہوئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا: کیا آپ اُن جسموں سے بات کر رہے ہیں کہ جن میں روح ہی نہیں؟ تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً فرمایا: والذي نفس محمد بيده ما أنتم بأسمع لما أقول منهم۔ ترجمہ: اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جان ہے، تم میری بات کو اُن سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ یعنی وہ بھی تمہاری طرح ہی سنتے ہیں۔[7]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرنے کے بعد مومن اور کافر کی روح کے ساتھ ہونے والے معاملے کو بیان کیا (کہ آواگون نہیں ہوتا بلکہ معاملہ یوں ہوتا ہے): جب کسی مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی رحمت نازل فرمائے، پھر اُس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے، پھر اللہ فرماتا ہے کہ تم اسے اعلیٰ علیین میں لے چلو۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب کافر کی روح نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے، پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے سجّین یعنی قید خانے کی طرف لے چلو۔[8]

ایک اور حدیث میں بہت واضح طور پر فرمایا کہ (آواگون ہرگز نہیں ہوتا بلکہ معاملہ یوں ہوتا ہے): إنما نسمة المؤمن طائر في شجر الجنة حتى يبعثه الله عزوجل إلى جسده يوم القيامة۔ مرنے کے بعد مومن کی روح جنت کے درختوں کی سیر کرتی رہتی ہے، حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے بدن میں باقاعدہ طور پر لوٹا دے گا۔[9]

اور بالخصوص شہداء کی روحوں کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، تو جواب ملا: أرواحهم في جوف طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح من الجنة حيث شاءت، ثم تأوي إلى تلك القناديل۔ ترجمہ: شہیدوں کی روحیں سرسبز پرندوں کے جوف یعنی پیٹ میں ہوتی ہیں، اُن کے لئے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی رہتی ہیں، پھر اُنہیں قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔[10]

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اِس بات کی واضح دلیل ہیں کہ روحیں کسی دوسرے کے جسم میں منتقل نہیں ہوتیں، بلکہ شہداء کی ارواح پرندوں کے پیٹ میں اور عام مومنوں کی جنت کے درختوں میں سیر کرتی رہتی ہیں، لہٰذا تناسخ یا روحوں کا دوسرے اجسام میں منتقل ہونے والا عقیدہ اسلامی نقطۂ نظر سے باطل اور بے اصل ہے۔

اب رہی یہ بات کہ بعض لوگوں کو جو اِس طرح محسوس ہوتا ہے کہ ہم پہلے بھی فلاں جگہ جاچکے ہیں، جبکہ وہ وہاں نہیں گئے ہوتے اور اِسی طرح کسی سے ملنے پر لگتا ہے کہ اِس سے پہلے بھی ملے ہیں حالانکہ نہیں ملے ہوتے یا کسی کا باقاعدہ نام، جگہ، حالاتِ زندگی تک معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ یہ جاننے والا شخص ایسے کسی بھی تجربے سے نہیں گزرا ہوتا، تو اُسے کس طرح یہ سب باتیں معلوم ہوجاتی ہیں۔ اس کا جواب اگلی قسط میں، اِنْ شآءَ اللہ۔

---

(1) پ18، المؤمنون: 99، 100 (2) پ24، المؤمن: 45، 46 (3) پ24، الزمر: 42 (4) ابوداؤد، 4/316، حدیث: 4753 (5) معجم اوسط، 3/292، حدیث: 4629 (6) بخاری، 1/450، حدیث: 1338 (7) بخاری، 3/11، حدیث: 3976 (8) مسلم، ص1176، حدیث: 7221 (9) نسائی، ص348، حدیث: 2070 (10) مسلم، ص807، حدیث: 4885۔

(چوتھی اور آخری قسط)

فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں

مولانا محمد افضل عطاری مدنی*

تلاوتِ قراٰن کریم کی یوں تو ویسے ہی بہت برکات ہیں، ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اللہ کی رحمتیں اُترتی ہیں ان سب کے ساتھ ساتھ یہ بڑی برکت وسعادت والی بات ہے کہ اللہ کریم کے معصوم فرشتے بھی دُعائے مغفرت کرتے ہیں چنانچہ

70ہزار فرشتے صبح وشام استغفار کریں: جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے، اللہ پاک ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لئے شام تک اِستِغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو پڑھے تو صبح تک کے لئے یہی بات ہے۔[1]

فرشتوں کی دُعائیں: حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جس نے رات کے ابتدائی حصے میں قراٰنِ پاک ختم کیا تو فرشتے صبح تک اس کے لئے اِستِغفار کرتے رہتے ہیں اور جس نے رات کے آخری حصے میں قراٰنِ پاک ختم کیا فرشتے شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔[2]

حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں اِستِغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں (یعنی سردیوں) کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔[3]

مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا، اس کی عیادت کرنا، اس کی مہمان نوازی کرنا اور اس کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا تو ویسے ہی بہت بڑی نیکی وسعادت اور اجر وثواب کا باعث ہے جبکہ کرم بالائے کرم یہ کہ ان نیکیوں پر اللہ کے معصوم فرشتے ہمارے لئے دُعائے مغفرت بھی کرتے ہیں چنانچہ

10 فرشتے سال بھر تک دُعائے مغفرت کرتے ہیں: حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اُبی بن کَعب کی حضرت بَرّاء بن مالک سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت براء سے پوچھا: اے بھائی! آپ کو کیا چیز پسند ہے؟ حضرت بَرّاء نے جواب دیا: ستّو اور کھجور، چنانچہ اسی وقت وہ چیزیں آگئیں اور انہوں نے سیر ہو کر کھالیں، بعد میں حضرت براء بن مالک نے یہ بات رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ذِکْر کی تو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے بَرّاء! آدمی جب اللہ کی رضا کے لئے اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرتا ہے (یعنی مہمان نوازی کرتا ہے) اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ کریم اس کے گھر میں 10 فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو پورے ایک سال تک اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس بندے کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب سال پورا ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ پاک کے ذِمّۂ کرم پر ہے کہ "جَنَّۃُ الْخُلْد" اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں اس کو جنّت کی لذیذ غذائیں کھلائے۔[4]

مسلمان بھائی سے ملاقات پر 70 ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت: حضرت سیّدنا ابورزین عُقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: اے ابورزین! مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اور پھر جب وہ اسے رخصت کرتا ہے تو 70 ہزار فرشتے اس کے لئے اِستِغفار کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: یااللہ! جیسے اس نے تیرے لئے ملاقات کی تو بھی اسے اپنا قُرب عطا فرما۔[5]

مسلمان کی عیادت پر 70 ہزار فرشتوں کی دُعائے مغفرت: رحمتِ عالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لئے ستّر ہزار فرشتے اِستِغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنّت میں ایک باغ ہوگا۔[6]

(1) ترمذی،4/423، حدیث:2931 (2) دارمی،2/561، حدیث:3483 (3) بہار شریعت، 3/551 (4) کنز العمال، جز9، 5/119، حدیث:25972 (5) مجمع الزوائد، 8/317، رقم:13592 (6) ترمذی،2/290، حدیث:971۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ، پاکستان

COMMENTS

تبصرے

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

کہتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس ایک گدھا تھا۔ ایک دن وہ اسے بیچنے کے لئے چلا تو اس کا بیٹا بھی ساتھ ہولیا۔ راستے میں ایک جگہ عورتیں کنویں سے پانی بھر رہی تھیں، باپ بیٹے کو گدھے کے ساتھ پیدل چلتا دیکھ کر آپس میں کہنے لگیں کہ یہ دونوں کتنے نادان (یعنی ناسمجھ) ہیں سواری پاس ہوتے ہوئے بھی پیدل جارہے ہیں! یہ تبصرہ (Comment) باپ نے سُن لیا اور بیٹے سے کہنے لگا: تم گدھے پر بیٹھ جاؤ میں پیدل چلتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دُور ہی گئے ہوں گے کہ چند بڑی عمر کے لوگ ملے جو انہیں دیکھ کر کہنے لگے: دیکھو جی! کیا زمانہ آگیا ہے بوڑھا باپ پیدل چل رہا ہے اور بیٹا سواری کے مزے لے رہا ہے! یہ سُن کر بیٹا سواری سے نیچے اُتر آیا اور اصرار کرکے باپ کو سوار کرادیا، تھوڑا آگے چلے تو انہیں جوانوں کا ایک گروپ ملا جو انہیں دیکھ کر کہنے لگا: کتنا سنگدل باپ ہے خود سواری پر بیٹھا ہے اور بیٹے کو پیدل چلا رہا ہے! یہ سُن کر باپ نے بیٹے کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا، ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ انہیں کچھ اور لوگ ملے جن میں سے ایک شخص نے تبصرہ (Comment) کیا: میاں! مجھے نہیں لگتا کہ یہ گدھا تمہارا ہے! کیونکہ یہ مر مر کر (یعنی بہت مشکل سے) چل رہا ہے اور تم دونوں اس پر مزے سے چڑھے بیٹھے ہو!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! کسی کی ذات، صفات، لباس، اندازِ گفتگو، چال ڈھال، کام کاج، رہن سہن اور کارکردگی وغیرہ کے بارے میں تبصرے کرنا ہمارے یہاں عام ہے اور اسے اپنا حق سمجھا جاتا ہے۔ گھروں، دفاتر، فیکٹریوں، بازاروں، میڈیا اور سوشل میڈیا وغیرہ میں اچھے بُرے ہر طرح کے تبصرے ہو ہی رہے ہوتے ہیں۔ ان تبصروں کا نشانہ ہماری اپنی اولاد یا بیوی بھی ہوسکتی ہے اور آفس میں ساتھ کام کرنے والے بھی! دکاندار بھی ہوسکتا ہے اور گاہک بھی! پھر یہ تبصرے مثبت (Positive) بھی ہوتے ہیں اور منفی (Negative) بھی! یاد رکھئے! ہمارا تبصرہ کسی کو بگاڑ بھی سکتا ہے اور سنوار بھی! یہ کسی کو پریشانی بھی دے سکتا ہے اور آسانی بھی! مایوسی کا شکار ہونے والا ہمارے مثبت تبصرے سے کامیابی کی تلاش میں نکل سکتا ہے، کسی کو ترقی کرنے کا جذبہ مل سکتا ہے، اس کی مہارت (Skill) میں اضافہ ہوسکتا ہے، کوئی جنّت میں لے جانے والے راستے پر چل سکتا ہے اور ہمارا ایک منفی تبصرہ "گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دو" کا کردار ادا کرکے کسی کو خودکشی پر مجبور کرسکتا ہے، کسی کا ہنستا بستا گھر اُجاڑ سکتا ہے، کسی کا کیریئر تباہ کرسکتا ہے۔

استاذ، پیر، ماں باپ، خاندان والوں کے تبصرے (Comments) انسان کے لئے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کہاں، کب اور کس کے بارے میں، کس کے سامنے کیا کمنٹ کررہے ہیں! اس کے ساتھ ساتھ یہ تبصرے ہماری مثبت یا منفی سوچ بھی ظاہر کرتے ہیں اور ہماری شخصیت کا تعارف بھی کرواتے ہیں کہ ہم کس قسم کے انسان ہیں! اس لئے جب کسی کے بارے میں تبصرہ کرنے لگیں تو "پہلے تولو بعد میں بولو" کے اصول پر عمل کرلیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ فائدے میں رہیں گے۔ ان مثالوں کی مدد سے اپنے تبصرے کے مثبت

*استاذ المدرسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

یا منفی ہونے کا فیصلہ کرنا قدرے آسان ہو جائے گا:

مثبت تبصرے کی 20 مثالیں: وہ تبصرے جس میں کسی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہو، کسی کو تسلی دی گئی ہو یا ہمت دلائی گئی ہو جیسے: (1) خوب (2) شاندار (3) مجھے آپ کی بات پسند آئی (4) آپ کا اندازِ گفتگو اچھا لگا (5) آپ کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہے (6) آپ نے جو نعت شریف پڑھی اس کی طرز منفرد تھی (7) آپ نے اس عنوان پر اچھے پوائنٹس بیان کئے (8) آپ سے مل کر خوشی ہوئی (9) آپ کا بیان معلوماتی تھا (10) آپ کی کتاب دلچسپ ہے (11) آپ نے بڑا عمدہ ڈیزائن بنایا ہے (12) آپ کا بنایا ہوا کھانا بہت مزیدار ہے، میں تو انگلیاں چاٹتا رہ گیا (13) آپ کے گھر کی صفائی دیکھنے کے لائق ہے (14) آپ کی شخصیت (Personality) شاندار ہے (15) ناکامی کامیابی کا زینہ (یعنی سیڑھی) ہوتی ہے (16) ہمت نہ ہاریں ہر مشکل کے بعد آسانی ہے (17) گرتے ہیں شہسوار ہی میدان میں (یعنی غلطی کچھ کرنے والوں سے ہی ہوتی ہے، آپ ان سے تو بہتر ہیں جو کچھ کرنے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے) (18) صبح کا بُھولا شام کو آجائے تو اسے بُھولا نہیں کہتے (یعنی غلطی کرنے والا اگر اپنی غلطی درست کرلے تو اسے بُرا نہیں کہنا چاہئے) (19) جب جاگے ہوا سویرا (یعنی اپنی غلطی کا احساس ہونے پر مایوس ہونے کے بجائے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے) (20) صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے (مطلب: جلدی نہیں مچانی چاہئے، صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا)۔

احتیاط کیجئے: یہ خیال رہے کہ مثبت تبصرہ کرتے وقت جھوٹ سے بھی بچا جائے، جھوٹ وہ جو سچ کا اُلٹ ہو، اس لئے وہی بات کہی جائے جو سچ ہو۔ "بہت پسند آیا" اسی وقت بولئے جب "بہت" پسند آیا ہو، ورنہ صرف "پسند آیا" کہئے، سمجھدار کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ اسی طرح تبصرہ کرتے وقت نیت کا خیال رکھئے کیونکہ دلجوئی، حوصلہ افزائی، ڈھارس، تسلی اور چیز ہے جبکہ خوشامد اور چیز!

سینڈوچ ٹیکنیک (Sandwich technique): مثبت تبصرے کو کسی کی اِصلاح (دُرستی) کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، اسے سینڈوچ ٹیکنیک بھی کہتے ہیں وہ اس طرح کہ پہلے اس کے کام کی سچی تعریف کر دیجئے پھر جس خامی کی نشاندہی کرنا ہو اسے اچھے لہجے اور الفاظ میں بیان کر دیجئے اور آخر پر اسے دعاؤں سے نواز دیجئے۔

منفی تبصرے کی 34 مثالیں: وہ تبصرہ جو کسی کی حوصلہ شکنی کا سبب بنے، اس کی ہمت توڑ دے، اسے مایوس کر دے یا اس کا دل دُکھانے کا سبب بنے مثلاً (1) تمہیں نہ جانے کب عقل آئے گی (2) یہ تمہاری نااہلی ہے (3) تم ہمیشہ لیٹ آتے ہو (4) اس ناکامی کے ذمہ دار تم خود ہو (5) تمہارا رویہ افسوس ناک ہے (6) مجھے پہلے ہی ڈر تھا کہ تم کام بگاڑ دوگے (7) یہ کام تمہارے بس کی بات نہیں (8) بے وقوفی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے (9) تم سے مل کر مجھے ذرا بھی خوشی نہیں ہوئی (10) تمہیں دیکھ کر میرا خون کھولنے لگتا ہے (11) تمہیں نوکری تو ملنی نہیں پکوڑوں کی ریڑھی لگالو (12) تمہارے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے (یعنی تم بہت بے وقوف ہو) (13) صرف پاس ہو کر تم نے کونسا تیر مار لیا ہے پوزیشن لیتے تو بات بنتی (14) تمہارا مضمون سطحی نوعیت کا ہے (15) لمبی لمبی مت چھوڑو (یعنی جھوٹ نہیں بولو) (16) اب خوشامد کر رہے ہو (17) تم مجھے اُلّو (یعنی بے وقوف) بنا رہے ہو (18) تم مطلبی ہو (19) لالچی ہو (20) تم دھوکے باز ہو (21) تم سے خیر کی امید نہیں (22) تم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے (یعنی اپنا نقصان خود کیا ہے) (23) تم نہیں بدل سکتے (24) ان تلوں میں تیل نہیں (یہاں کام نہیں بنے گا) (25) لوٹ کے بدھو گھر کو آئے (غلطیوں کے سبب، وہیں واپس آگئے جہاں سے چلے تھے) (26) کوّا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا (جب کوئی کسی مالدار یا صاحبِ حیثیت آدمی کی رِیس (پیروی) کرکے نقصان اٹھائے تو اس وقت کہتے ہیں) (27) یہ منہ اور مَسور کی دال (تم اس لائق نہیں) (28) کام کا نہ کاج کا دشمن اَناج کا (سُست اور کاہل آدمی جس کا کھانے کے سوا اور کوئی کام نہ ہو) (29) مفت کی روٹیاں کب تک توڑو گے (30) وہ اندھی چلاتا ہے (یعنی اپنی مرضی کرتا ہے) (31) میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو (جو خود کو پسند ہو اسے قبول اور جو پسند نہ ہو اسے قبول نہیں کرتے) (32) اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے (یہ اس وقت بولتے ہیں جو کسی کے قابو میں نہ آتا ہو، پھر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے) (33) رسی جل گئی مگر بل نہ گیا (یعنی شان و شوکت چلی گئی تکبر نہ گیا) (34) تمہاری گردن میں سریا آگیا ہے (یعنی تم تکبر کرنے لگے ہو)۔

منفی تبصرہ کرتے وقت غیبت، بہتان اور دل آزاری سے بچنا بہت دشوار ہے، چنانچہ اس سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔ مولا کریم ہمیں زبان کی احتیاطیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اسمِ گرامی "نَبِیُّ التَّوْبَۃِ" اور 17 علمی نِکات

(قسط:08)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مولانا ابوالحسن عطاری مدنی*

امامِ اہلِ سنّت، حضور سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے نامِ مبارک "نَبِیُّ التَّوْبَۃِ" کی 13 توجیہات شروحاتِ حدیث اور کتبِ سیرت سے جبکہ 4 توجیہات اپنی جانب سے ذکر فرمائی ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "نامِ مبارک "نَبِیُّ التَّوْبَۃِ" عجب جامع و کثیرُ المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی و شرح الشفا للقاری والخفاجی و مرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و تیسیر و سراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیر و جمع الوسائل شرح شمائل و مطالع المسرات و مواہب و شرح زرقانی و مجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں، بَعْضُهَا اَمْلَحُ مِنْ بَعْضٍ وَاَحْلٰی (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے)

یہاں ان 17 توجیہات کو خلاصۃً پیش کیا جاتا ہے:

1 حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہدایت سے عالَم (جہان یعنی بہت بڑی تعداد) نے توبہ اور رُجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں، حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ پاک کی طرف پلٹ آئیں۔

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، پہلی اور اس توجیہ میں فرق ہے یعنی ہدایت نام ہے راستہ دکھانے اور دعوت دینے کا جبکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت ملنے سے مراد توبہ کی توفیق نصیب ہونا ہے۔

3 جس قدر لوگوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھ پر توبہ کی دیگر انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روزِ قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہلِ جنّت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمدِ اللہ تعالیٰ اسی (80) ہماری اور چالیس (40) میں باقی سب امتیں، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

4 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توبہ کا حکم لے کر آئے۔

5 اللہ عزّوجل کی بارگاہ سے قبولِ توبہ کی بشارت لائے۔

6 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لائے، جبکہ آپ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔

7 بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہمُ الصّلوٰۃ والثّناء سب ان کے نائب ہیں تو روزِ اوّل سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی۔ سب کے نبی، ہمارے نَبِیُّ التَّوْبَہ ہیں۔

8 "نَبِیُّ التَّوْبَۃِ" سے مراد "نَبِیُّ اَھْلِ التَّوْبَۃِ" ہے، جیسا کہ قراٰنِ پاک کی آیت "وَسْئَلِ الْقَرْیَۃَ" میں اَلْقَرْیَۃ سے مراد اَھْلُ الْقَرْیَۃ ہے، اب زیادہ مناسب یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں، چنانچہ "نَبِیُّ التَّوْبَۃِ" کے معنیٰ ہوئے "تمام اہلِ ایمان کے نبی"۔

9 رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت توابین ہیں، وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں اَلتَّآئِبُوْن فرماتا ہے، جب گناہ کر بیٹھتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں یہ امت کی فضیلت ہے اور امت کی ہر فضیلت اس کے نبی کی طرف راجع ہے۔

10 نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت کی توبہ سب امتوں سے زیادہ مقبول ہوئی، کہ ان کی توبہ میں صرف ندامت، گناہ کو فوراً چھوڑ دینا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کافی ہوا، نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

والہ وسلّم نے ان کے بوجھ اتار لئے، اگلی امتوں کے سخت و شدید بار اِن پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی، بنی اسرائیل کو گائے کا بچھڑا پوجنے کے گناہ کی توبہ کے لئے اپنی جانوں کو قتل کرنے کا فرمایا گیا اور جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی۔

11 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم خود کثیرُ التّوبہ ہیں، صحیح بخاری میں ہے (حضور صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم فرماتے ہیں): میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار اِستغفار کرتا ہوں۔

آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی توبہ کسی گناہ سے نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ تو گناہوں سے پاک تھے، بلکہ آپ ہر لحہ ترقیِ مقاماتِ قرب و مشاہدہ میں ہیں، جیسا کہ ربّ العزت کا فرمان ہے: ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے[1])

جب ایک مقام اجلّ واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوعِ تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و اِستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں۔

12 **بابِ توبہ:** رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی امت کے آخر عہد میں بابِ توبہ بند ہوگا، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا تو ان کے بعد آنے والے کسی دوسرے نبی کے ہاتھ پر توبہ کرلیتا تو بھی مقبول ہوتی، جبکہ حضور خاتمُ النّبیین صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی آمد پر بابِ نبوت بند ہوگیا اور جب (قیامت سے قبل دنیا سے) آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی امت رخصت ہو جائے گی (اور صرف کفار باقی بچیں گے) تو توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا، جو کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے (یعنی آپ پر ایمان نہ لائے) اس کے لئے کہیں توبہ نہیں۔

13 **فاتح بابِ توبہ:** آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم فاتحِ بابِ توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے توبہ کی وہ آپ ہی کے توسل سے تھی تو آپ ہی اصلِ توبہ اور وسیلۂ توبہ ہیں۔

14 حضور نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم توبہ قبول کرنے والے ہیں، آپ کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلا ہے جب آپ نے کعب بن زُہیر کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا تو بعدہ ان کے رجوع لانے اور توبہ کرنے پر ان کی توبہ بھی قبول فرمائی۔ توراۃ مقدس میں ہے: لَایَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ یعنی احمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔[2]

اسی لئے "عَفُوّ" اور "غَفور" بھی حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے اسمائے طیبہ ہیں۔

15 بندوں کو حکم ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اُس کا علم، اُس کا سمع، اُس کا شہود سب جگہ ایک جیسا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو جاؤ: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[3]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی حیاتِ ظاہری میں تو لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے، اب مزار پُر انوار پر حاضری ہو گی اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پُر نور صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی طرف توجہ کرے اور آپ کی بارگاہ میں فریاد، استغاثہ اور طلبِ شفاعت کرے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں چنانچہ علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: رُوْحُهٗ علیہِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی روحِ مبارک ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہے۔[4]

16 آپ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلّم مفیضِ توبہ ہیں توبہ آپ ہی لیتے ہیں اور آپ ہی دیتے ہیں، آپ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے، توبہ ایک نعمتِ عظمیٰ بلکہ ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے اور نصوصِ متواترہ اولیائے کرام و علمائے اعلام سے ثابت ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روزِ اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مؤمن یا کافر، مطیع یا فاجر، فرشتہ یا انسان، جن یا حیوان بلکہ ذاتِ الٰہی کے سوا جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی سب انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے، خود فرماتے ہیں:

اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اللّٰہُ یُعْطِی وَاَنَا اُقَسِّمُ میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔[5]

17 گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام اللہ ربُّ العزّت کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں، اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ، وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاذَا اَذْنَبْتُ؟ یارسولَ اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟[6]

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے: ابو بکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی: تُبْنَا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔[7]

امامِ اہلِ سنّت مزید فرماتے ہیں: توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہدِ اطاعت کی تجدید کرکے اسے راضی کرنا، اور نصِّ قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا گنہگار ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔[8]

اس کو عکس نقیض، مَنْ لَّمْ یُطِعِ اللّٰہَ لَمْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ، لازم ہے اور ہمارے قول "مَنْ عَصَی اللّٰہَ فَقَدْ عَصَی الرَّسُوْلَ" کا یہی معنی ہے۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ﴾ سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔[9]

اللہ کریم ہمیں بھی نبی التوبہ جنابِ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہر طرح کی خطاؤں اور گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ30، الضحیٰ:4 (2) بخاری، 2/25، حدیث:2125، سنن دارمی، 1/16، حدیث:5 (3) پ5، النسآء:64 (4) شرح شفاء للقاری، 2/118 (5) مستدرک للحاکم، 3/502، حدیث:4243 (6) بخاری، 2/21، حدیث:2105 (7) معجم کبیر، 2/95، حدیث:1423 (8) پ5، النسآء:80 (9) پ10، التوبہ:62۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2021ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: 1 بنتِ فہیم رضا (رحیم یار خان) 2 بنتِ عبدُالحمید (کراچی) 3 صہیب رشید (بستی ملوک ملتان)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) حضرت ہود علیہ السّلام کی قوم کو (2) پانچ ہزار فرشتے۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے 12 منتخب نام:** * نعیم رضا (کراچی) * رحیم بخش عطّاری (ٹھٹھہ سندھ) * بنتِ عزیز (اسلام آباد) * بنتِ رفیق عطّاریہ (سیالکوٹ) * عبد الرحمٰن (گوجرانوالہ) * ماجد کریم (بہاولنگر) * سید محمد وقاص (شیخوپورہ) * بنتِ ہارون (اوکاڑہ) * بنتِ بشیر احمد (کراچی) * اعجاز علی (بروہی گوٹھ کراچی) * بنتِ شاہ زمان (جلال پور جٹاں) * بنتِ محمد اسلم (کشمیر)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2021ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: 1 بنتِ امجد (کراچی) 2 بنتِ محمد اکرم سیفی (فیصل آباد) 3 عبد القدوس (لاڑکانہ)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) جلدی مت کیجئے، ص 51 (2) گاڑیوں پر مت لٹکئے، ص 51 (3) اُلّو کی بے وقوفی، ص 56 (4) امتحانات کے نتائج اور والدین کی ذمہ داری، ص 57 (5) کاپی گئی کہاں؟ ص 53۔ **درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 12 منتخب نام:** * بنتِ غلام مرتضیٰ (سیالکوٹ) * بنتِ شہباز (لاہور) * عبد الہادی (منڈی بہاؤالدین) * بنتِ محمد الطاف (راولپنڈی) * محمد اویس امجد (سمندری) * بنتِ محبوب (گجرات) * بنتِ غلام نبی (ٹوبہ) * بنتِ رحمت اللہ خان (کراچی) * منیر احمد (سرگودھا) * محمد اسلم (پچیکی) * محمد حاذق (کراچی) * بنتِ محمد آصف (حیدر آباد)۔

کربلا کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی*

حق و باطل کا آمنا سامنا تخلیقِ آدم سے ہی چلا آرہا ہے، جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو ابلیس نے تکبر میں آکر مخالفت کی، نتیجۃً ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعین، مردود اور جہنمی ٹھہرا، حضرت آدم علیہ السّلام کے دنیا میں تشریف لانے سے آج تک ہزاروں ایسے محاذ ہوئے جن میں نظریاتی، فکری اور عملی طور پر حق و باطل ایک دوسرے کے مدمقابل آئے، اللہ کریم نے حق کو فتح عطا فرمائی اور باطل جلد یا بدیر ہر بار ذلیل و رُسوا ہوا، انہی معرکوں میں سے ایک بہت دردناک اور تاریخِ اسلام کا ایک اہم ترین معرکہ میدانِ کربلا کا ہے، یہ معرکہ حق و باطل کا ایک ایسا معرکہ تھا کہ تب سے آج تک حق کے لئے حسینیت اور باطل کے لئے یزیدیت کا نام بولا اور لکھا جانے لگا ہے۔ اِمامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہلِ کوفہ کے مسلسل خُطوط بھیجنے اور بلانے کے بعد جب کوفہ پہنچے اور پھر اہلِ کوفہ کی بے وفائی اور یزیدیوں کی شقاوت و لالچِ دنیا کے سبب معرکہ کربلا رونما ہوا جس میں خانوادہ نبوی اور دیگر جاں نثاروں پر مشتمل مٹھی بھر قافلے کو یزیدیوں نے انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا، قربان جایئے ان نفوسِ قدسیہ کی حق پرستی پر کہ جان دے دی، گھر لٹا دیا، اپنی آنکھوں سے جگر کے ٹکڑوں کی شہادت کا دردناک منظر دیکھنا تو برداشت کر لیا لیکن باطل کے سامنے جھکنا گوارا نہ کیا۔

دینِ اسلام کے لئے یہ جو اتنی بڑی قربانی دی گئی اور امامِ عالی مقام نے اپنے ہاتھوں سے اپنے خاندان کے نوجوان شہداء کے زخموں سے چُور لاشے اٹھائے، اس سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ

1. خدمتِ دین اور دعوتِ دین میں کبھی بھی پس و پیش کا شکار نہ ہونا بلکہ جب بھی موقع میسر آئے دین کے نام پر چل پڑنا اور دین کی سربلندی کے لئے ہر جائز کوشش کرنا۔
2. دین کی حفاظت میں اپنے احباب، گھربار بلکہ اپنی جان بھی راہِ خدا میں نذرانہ کرنا پڑے تو پیچھے مت ہٹنا بلکہ آگے بڑھ کر دین کی حفاظت کے لئے حق و باطل کے درمیان مضبوط دیوار کی مانند کھڑے ہو جانا اور ہر خواہش و آسائش کے مقابلے میں دین و ایمان ہی کو ترجیح دینا۔
3. اگر دنیا کی اس مختصر سی زندگی پر مصائب و آلام اور تکالیف کے تاریک بادل بھی چھا جائیں تب بھی احکامِ خداوندی سے غفلت مت برتنا بلکہ شریعت پر عمل کی شمع سے ان تاریکیوں کو کافور کرنا۔
4. نماز کی پابندی ہر حال میں کرنا، گھر میں ہو یا سفر میں، امن میں ہو یا میدانِ جنگ میں، ہر صورت پیشانی کو بارگاہِ خدا میں جھکنے کا عادی رکھنا۔
5. خدمتِ دین کی راہ میں مصائب و تکالیف رُوبرُو ہوں

*مُدرّس جامعۃُ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف ہند

تو اس سے گھبرا کر زبان پر شکوہ و شکایت نہ لانا بلکہ "اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی"[1] پر کاربند رہنا۔

6 جو وعدہ کرنا اس پر بے وفائی کا داغ نہ لگنے دینا بلکہ اس پر تکمیل و وفا کی مہر لگانا۔

7 اسلام و ایمان کی لازوال نعمت پاکر جھوٹ، غیبت، دھوکا، فریب، ظلم اور حقوق اللہ و حقوق العباد کے ضائع کرنے کا طوق گلے میں نہ ڈالنا۔

8 دینِ اسلام ایک پُرامن دین ہے اس لئے کسی پر ظلم نہ کرنا، یہاں تک کہ جانوروں پر بھی شفقت رکھنا۔ ہاں! اپنی جان و عزت کی حفاظت کے لئے تدابیر ضرور کی جائیں۔

9 مسلمان کا شیوہ محبتِ قراٰن اور عادت قِراءتِ قراٰن ہے نہ کہ تلاوتِ قراٰن سے دوری، نیزے پر بلند سرِ حسین کی تلاوت کو یاد رکھنا۔

10 خاص کر خواتین کے لئے اس میں پیغام ہے کہ مصائب و آلام کے پہاڑ ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں پھر بھی نوحہ و واویلہ اور کوئی غیر شرعی عمل نہ کرنا بلکہ مستوراتِ خاندانِ نبوت کے غم اور طرزِ عمل کو پیشِ نظر رکھنا کہ ان ہستیوں نے یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر بھی انہوں نے نہ نوحہ کیا، نہ سینہ کوبی کی، نہ بال بکھیرے اور نہ ہی بے پردگی کا مظاہرہ کیا بلکہ صبر کیا اور "مرضیِ مَولیٰ اَز ہمہ اَولیٰ" (یعنی مالک کی رضا سب سے بہتر ہے) کی خاموش صدائیں بلند کیں۔

اللہ کریم ہمیں شہدائے کربلا کے احسانِ عظیم کو یاد رکھنے اور ان کی سیرت و کردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

(1) صبر پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے۔ (بخاری، 1/441، حدیث: 1302) یعنی جس وقت مصیبت و آزمائش کا سامنا ہو اس وقت ہی صبر کرنا ہوتا ہے کیونکہ بعد میں تو صبر آہی جاتا ہے۔

اسلام کی روشن تعلیمات

مرحومین کے ساتھ بھلائی

مولانا ابو محمد عطاری مدنی*

دینِ اسلام کی روشن تعلیمات میں جس طرح زندگی میں دوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے، دوسروں کا بھلا کرنے، سوچنے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کا درس ملتا ہے، اسی طرح دنیا سے چلے جانے والے مرحوم مسلمانوں کے ساتھ بھی بھلائی کا درس ملتا ہے۔ یہ اسلام کی روشن تعلیمات کا حُسن ہے کہ مسلمان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، عزیز و

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

اقارب اور دیگر مسلمانوں کے لئے ان کی زندگی میں اور انتقال کے بعد دُعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کے ذریعے وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب اسلام کی ایک ایسی بہترین خوبی ہے جس کی بدولت زندوں کو بھی اجر ملتا ہے اور مرحومین بھی اس کی برکت سے عذابِ قبر سے نجات اور راحت و سکون پاسکتے ہیں۔ قراٰنِ کریم میں بھی مسلمانوں کا اپنے لئے اور اپنے سے پہلے والے مسلمانوں کے لئے بخشش کی دُعا کرنے کا ذکر موجود ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ28، الحشر:10) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: زندوں کا ہدِیَّہ (یعنی تحفہ) مُردوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنا ہے۔ (شعب الایمان، 6/203، حدیث: 7905)

ایک حدیثِ پاک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ماں باپ کی طرف سے نفلی خیرات کرکے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی مکّی مدنی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے (یعنی خیرات کرنے والے کے) ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی۔ (شعب الایمان، 6/205، حدیث: 7911)

پیارے اسلامی بھائیو! قراٰن و حدیث سے ایصالِ ثواب کا جائز بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن پر مسلمان زمانۂ قدیم سے عمل کرتے آرہے ہیں۔ آیئے! ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے پڑھتے ہیں۔

بغیر مال خرچ کئے ایصالِ ثواب کے چند طریقے: 1 زندہ و مُردہ سب کے لئے بخشش کی دعا کرنا 2 نماز 3 روزہ 4 اعتکاف 5 قراٰنِ پاک کی تلاوت (مثلاً سورۂ یٰسٓ، سورۂ مُلک، سورۂ فاتحہ، آیۃُ الکرسی، سورۂ اِخلاص وغیرہ یا پورا قراٰنِ کریم) 6 ذِکْرُ اللہ (کلمۂ طیبہ، سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللہُ اَکْبَر وغیرہ) 7 دُرود شریف 8 درس 9 بیان 10 نیکی کی دعوت 11 نمازِ فجر کے لئے جگانا 12 دینی کتاب کا مطالعہ کرنا 13 دینی کاموں کے لئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔

مال خرچ کرنے کے ذریعے ایصالِ ثواب کے چند طریقے:
1 ایصالِ ثواب کی نیّت سے صدقہ و خیرات کرنا 2 حج کرنا 3 کسی عالِم یا طالبِ علم کو کتابیں دِلانا 4 کُتب و رَسائل خرید کر تقسیم کرنا 5 کسی بیمار کا علاج کروادینا 6، 7 کسی غریب کو راشن یا کپڑے دلا دینا 8 کسی کی جائز ضرورت پوری کرنا 9 پانی کا نل یا موٹر لگوا دینا 10، 11، 12 مسجد، مدرسہ، جامعہ وغیرہ بنوانا یا ان کی تعمیرات میں حصہ لینا 13 مسلمانوں کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

ایصالِ ثواب کب کرنا چاہئے؟ ایصالِ ثواب کسی بھی وقت کرسکتے ہیں اور کوئی دن یا کوئی وقت خاص کرکے بھی کرسکتے ہیں جبکہ اسے فرض یا واجب نہ سمجھتے ہوں، جیسے ہمارے یہاں تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، گیارھویں و بارھویں شریف، یومِ صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم و عثمانِ غنی و علیُّ المرتضیٰ و حسنینِ کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین اور دیگر بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ کے موقع پر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بُزرگانِ دین اور اپنے مرحومین کے لئے خوب خوب ایصالِ ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

(ایصالِ ثواب کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ" پڑھئے)

وطن سے محبت کے تقاضے

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

ہمارا پیارا وطن "پاکستان" ہماری پہچان ہے، ہم دنیا کے کسی بھی خطے میں چلے جائیں ہماری پہچان اسی سے ہے اور ہم پاکستانی مسلمان ہی کہلائیں گے۔ یہ وطن ہمارے لئے ایک گھر کی مانند ہی نہیں بلکہ حقیقتاً ایک گھر ہے۔ وطنِ عزیز پاکستان کی صورت میں اللہ کریم نے ہمیں جو نعمت دی ہے اس کا زبان سے شکر ادا کرنا اور عملی طور پر شکرانے کے تمام پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ کسی بھی پاکستانی سے پوچھا جائے کہ کیا آپ کو اپنے وطن سے محبت ہے تو یقیناً اس کا جواب "ہاں" میں ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہی تو وہ گھر ہے جہاں ہم آزادی کے ساتھ سانس لیتے ہیں، اللہ کریم کی عبادت بلا کسی خوف و خطر کرتے ہیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں گلی گلی محفلیں منعقد کرتے، اولیا و اسلافِ کرام کی عظمتیں بیان کرتے اور دینی تعلیمات بلا کسی روک ٹوک سیکھتے سکھاتے ہیں۔ یہ آزادی ہی کی برکت ہے کہ ہمارے ہر علاقے میں ایک بلکہ کہیں تو دو سے بھی زائد مساجد آباد ہیں، مسجدوں کے اسپیکروں سے پانچ وقت "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله" اور "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله" کی پُرکیف صدائیں سنتے ہیں۔

قارئینِ کرام! اللہ ربُّ العزّت کی اس نعمت سے محبت کے کچھ تقاضے اور اس نعمتِ عظمیٰ کے شکرانے کی کچھ صورتیں ہیں چنانچہ ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ ان تقاضوں کو پورا کرے اور ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا اپنا حصہ ملائے۔

وطن سے محبت کا تقاضا ہے کہ

- ہم شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے ملک پاکستان کے قوانین پر عمل کریں۔
- ٹریفک قوانین کی پابندی کریں اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے اپنے گھر "پاکستان" کی فضا کی حفاظت کی کوشش کریں۔ گاڑیوں کی وہ تمام خرابیاں جن کی وجہ سے فضا میں دھواں پھیلتا ہے انہیں درست کروائیں۔
- اپنے ملکِ عزیز کی سڑکوں پر ایسا سامان مثلاً سریا، لوہے کے بڑے بڑے اوزار وغیرہ نہ گھسیٹیں جو ان کے ٹوٹنے اور خراب ہونے کا باعث بنے۔
- روڈ، ٹرین کی پٹری، بجلی کے تار اور گیس کے پائپ وغیرہ کہیں سے خراب ہوں اور اس سے ملکِ عزیز اور ہم وطنوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو متعلقہ محکمے کو اس کی اطلاع ضرور دیں۔
- کچرا وغیرہ سڑکوں اور گلیوں میں پھینک کر اپنے وطن کی خوبصورتی تباہ اور بیماریوں میں اضافہ نہ کریں ہم پاکستانی بھی ہیں اور مسلمان بھی، مسلمان کے لئے طہارت، پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، نائب مدیر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

کا حکم ہے بلکہ صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

● ہم وطنوں کو کسی بھی معاملے میں ہماری مدد کی ضرورت ہو تو جہاں تک ممکن نظر آئے ان کے کام آئیں، روڈ ایکسیڈنٹ میں ان کا سہارا بنیں، غریب ہم وطنوں کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔

● کسی ہم وطن مسلمان کی کوئی گری ہوئی چیز ملے تو اسے بحفاظت اس تک پہنچانے کی کوشش کریں اگر معلوم نہ ہو تو شرعی طور پر جو "لقطہ" کے احکام ہیں ان کے مطابق عمل کریں۔[1]

● خریداری میں اپنے ملکِ عزیز کی پروڈکٹس کو ترجیح دیں، بلاوجہ ملکی مصنوعات کی برائی نہ کریں، بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ملک کی مصنوعات خریدنے کا ذہن دیں۔

● سرکاری ادارے اور ان کا سامان ہمارے وطنِ عزیز کا سامان ہے، اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

● اگر آپ سرکاری ملازم ہیں تو یاد رکھیں کہ آپ اس وطن عزیز کے خصوصی نمائندے ہیں، اس لئے آپ کے لئے زیادہ ضروری ہے کہ اس کی املاک و اشیاء کا درست استعمال کریں۔

● گلیوں میں سٹریٹ لائٹس وغیرہ جلتی ہیں اور اس کے لئے یقیناً ہمارے ملک پاکستان کی بجلی خرچ ہوتی ہے، وطنِ عزیز کی محبت کے تقاضے کے پیشِ نظر کوشش کریں کہ کہیں بھی فضول جلتی ہوئی لائٹ ملے مثلاً دن کا اجالا پھیل چکا ہے اور لائٹیں ابھی جل رہی ہیں تو انہیں آف کریں یا کروائیں۔

● وطنِ عزیز ملک پاکستان کے علمائے اہلِ سنّت، عاشقانِ رسول کے مدارس، جامعات اور دینی ادارے یہ ملکِ پاکستان سے پُرخلوص محبت کرتے اور سکھاتے بھی ہیں اور دینی تعلیمات بھی دیتے ہیں، ہمیں دین اور وطن دونوں کی ضرورت ہے چنانچہ اپنے بچوں کو ان دینی اداروں میں تعلیم دلوائیں، ان دینی اداروں کے ساتھ تعاون کریں، ان کی آبادکاری اور خوشحالی حقیقتاً اپنے وطنِ عزیز کے محبین و وفادار افراد بڑھانے کے مترادف ہے۔

● اگر آپ بیرونِ ملک مقیم ہیں تو وہاں کسی بھی ایسی ایکٹویٹی کا حصہ نہ بنیں جو آپ کے ملکِ عزیز کی بدنامی کا سبب بنے۔

● تاجروں اور سیٹھوں کو چاہئے کہ اپنے ملازمین کا حق نہ دبائیں، جبکہ ملازمین کو چاہئے کہ سستی، کام چوری اور اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ کریں، جب ہم سب اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے، دوسروں کے حقوق ادا کریں گے تو ایک مضبوط اور باہم محبت رکھنے والا معاشرہ پیدا ہوگا، یہی معاشرہ وطنِ عزیز کی ترقی کا سبب بھی بنے گا۔

● کسی فرد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے سبب وطن عزیز کے پورے پورے اداروں اور محکموں کو بُرا بھلا نہ کہیں، اسی طرح آپ کے کسی ذاتی معاملے پر زد پڑنے سے وطن عزیز کو بُرا مت کہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کہیں کوئی لاقانونیت دیکھی، کسی سرکاری یا نجی ادارے کی کوتاہی و ناکامی دیکھی، کہیں ٹریفک قوانین ٹوٹتے دیکھے تو جھٹ "ارے یہ پاکستان ہے، یہاں ایسا ہی چلے گا" جیسے نامناسب جملے کہتے ہیں، یہ اپنی ہی چھت میں چھید کرنے والی بات ہے۔

● وطنِ عزیز کا کوئی فرد اگر کوئی غلط حرکت کرے، معاشرتی، معاشی یا اخلاقی اعتبار سے قابلِ گرفت معاملات میں شامل ہو تو اسے سمجھانے، راہِ راست پر لانے اور اگر ضروری ہو تو اس سے اوپر کے ادارے یا فرد کو اطلاع دینے کی کوشش ضرور کریں مگر اس کی ویڈیو اور تصویریں بنا کر، پوسٹیں لکھ کر سوشل میڈیا پر عام نہ کریں، کیونکہ اگر وہ شخص گناہ کر رہا ہے تو اس طرح وائرل کرنے سے ایک تو گناہ کی اشاعت ہوگی جو خود گناہ ہے اور دوسرا اپنے ہی وطن کی بدنامی ہوگی۔

اللہ پاک ہمیں اپنے وطن سے محبت اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے خوب محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

---

(1) جسے "لقطہ" کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر صدقہ کر دے۔ مزید تفصیل کے لئے بہار شریعت، حصہ 10، صفحہ 471 پر لقطہ کا بیان پڑھئے۔

(دوسری اور آخری قسط)

بے سایہ محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی*

سرکارِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ امتیازی شان ہے کہ سورج، چاند اور چراغ کی روشنی میں آپ کا سایہ نہیں ہوتا۔ گزشتہ شمارے میں اس موضوع پر کئی دلائل پیش کئے گئے تھے، آیئے! اس موضوع سے متعلق کچھ مزید باتیں پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں:

سایہ کیوں نہیں تھا؟ اے عاشقانِ رسول! علمائے اسلام نے اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کی جو مختلف ایمان افروز حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے 4 ملاحظہ فرمایئے:

1. رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نہیں تھا۔[1]

کیا تم کو نورِ مُجَسَّم خدا نے　　زمیں پر نہیں پڑتا سایہ تمہارا[2]

2. سایہ نہ ہونا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوت کی نشانیوں اور علامات میں سے ہے، چنانچہ بعض بزرگانِ دین نے عدمِ سایہ کو نبوت کی علامات اور نشانیوں کے باب میں ذکر فرمایا ہے۔[3]

3. حضرت سیّدُنا حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَعْنَاهُ لِئَلَّا يَطَأَ عَلَيْهِ كَافِرٌ فَيَكُوْنَ مَذَلَّةً لَهٗ یعنی اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے کیونکہ اس میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توہین ہے۔[4]

حکایت: سیّدُنا عبدُاللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گِرد (یعنی آس پاس) عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا۔ اُس سے دریافت فرمایا (کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟) بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندتا (یعنی کچلتا) چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزَّوجلَّ (یعنی اللہ پاک) نے اپنے حبیب اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو محفوظ فرمایا۔[5]

4. حضرت سیّدُنا شیخ احمد فاروقی سرہندی مُجَدِّدِ اَلْفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "دَر عالَمِ شہادت سایۂ شخص از شخص لطیف تر اَست وچُوں لطیف اَز وَے دَر عالَم نَباشَد اُورا سایہ چہ صُورت دارد" یعنی دنیا میں ہر شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف و پاکیزہ ہوتا ہے اور سرورِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں اس لئے آپ کا سایہ نہیں ہو سکتا۔[6]

پیارے اسلامی بھائیو! عموماً انسان کا جسم گرد و غبار، میل کچیل وغیرہ سے میلا اور گندگی و نَجاست سے آلودہ ہو جاتا ہے لیکن انسان کا سایہ ان چیزوں سے میلا نہیں ہوتا، لہٰذا ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ ہوتا ہے۔ نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نورانی جسم سے زیادہ لطیف و پاکیزہ کوئی چیز نہیں اس لئے آپ کا سایہ بھی نہیں ہے۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

عدمِ سایہ سے متعلق علمائے کرام کی تالیفات: جن علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں عظمت وشانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ عدمِ سایہ کا بھی ذکر فرمایا ان کی تعداد تو کثیر ہے، البتہ کئی عاشقانِ رسول نے مستقل عدمِ سایہ کے عنوان پر بھی کُتُب ورَسائل اور مقالات لکھنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے۔ ایسے چند علمائے کرام کے اَسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:

1 اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر 3 لاجواب رسائل تصنیف فرمائے جن کے نام یہ ہیں: (الف) قَمَرُ التَّمَامِ فِیْ نَفْیِ الظِّلِّ عَنْ سَیِّدِ الْاَنَامِ علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام (مخلوق کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سائے کی نفی میں کامل چاند) (ب) نَفْیُ الْفَیْءِ عَمَّنْ اِسْتَنَارَ بِنُوْرِہٖ کُلُّ شَیْءٍ صلَّی اللہ علیہ وسلم (اس ذاتِ اقدس سے سائے کی نفی جن کے نور سے ہر چیز روشن ہوگئی) (ج) ھُدَی الْحَیْرَانِ فِیْ نَفْیِ الْفَیْءِ عَنْ سَیِّدِ الْاَکْوَانِ علیہ الصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان (کائنات کے سردار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سائے کی نفی کے متعلق حیرت زدہ شخص کی رہنمائی) اس کے علاوہ آپ نے مولانا حبیب علی علوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر تَقْرِیظ لکھی جس میں عدمِ سایہ سے متعلق کثیر عقلی و نقلی دلائل درج فرمائے 2 شَیْخُ الدَّلائل حضرت علّامہ مولانا محمد عبدُ الحق صِدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے "قُرَّۃُ عَیْنِ الصُّدُوْر" کے نام سے اس موضوع پر رسالہ تحریر فرمایا 3 حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ 4 رئیسُ التحریر حضرت علّامہ مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ 5 حضرت علّامہ مولانا مفتی نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ سمیت دیگر کئی عاشقانِ رسول نے بھی اس موضوع پر رسائل اور مقالات تحریر فرمائے۔

اس سبب سے سایۂ خیر الوریٰ ملتا نہیں
وہ ہیں خورشیدِ رسالت نور کا سایہ کہاں[7]

عدمِ سایہ سے متعلق 3 رضوی پھول: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے عدمِ سایہ سے متعلق اپنی تحریرات میں علم وعرفان کے جو گلشن سجائے ہیں ان میں سے 3 پھولوں کی خوشبو سے اپنا ایمان تازہ کیجئے: 1 حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔[8] (اگر) ملائکہ کے (لئے) سایہ ہوتا تو آفتاب (یعنی سورج) کی روشنی ہم تک کیونکر پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بُندکیاں (یعنی اِکّادُکّا بُوندیں) نور کے سائے کے اندر نظر آتی ہیں۔[9] 2 جب ملائکہ کہ حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے نور سے بنے[10] سایہ نہیں رکھتے تو حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کہ اصلِ نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب مَلَک (یعنی فرشتے) بنے کیونکر سایہ سے مُنَزَّہ (یعنی پاک) نہ ہوں گے۔ عجب کہ ملائکہ (جو) مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے نور سے بنے بے سایہ ہوں اور مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کہ نورِ الٰہی سے بنے، سایہ رکھیں۔[11] 3 ہم دعویٰ حتمی کرتے ہیں کہ اگر اس (عدمِ سایہ کے) باب میں کوئی حدیث نہ آئی ہوتی، نہ کسی عالم نے اس کی تصریح فرمائی ہوتی، تاہم بمُلاحظہ ان آیات واحادیثِ مُتکاثِرہ مُتوافِرہ مُتظافِرہ کے جن سے بِالْقَطْعِ وَالْیَقِین سراپائے سَیِّدُ الْمُرسَلِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا نور صِرْف کانِ لَطافَت و جانِ اِضاءَت ہونا ثابت (یعنی جن کثیر آیتوں اور حدیثوں سے قطعی ویقینی طور پر سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک جسم کا سراپا نور اور لطیف ہونا ثابت ہوتا ہے انہیں دیکھتے ہوئے) ہم حکم کرسکتے کہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے لئے سایہ نہ تھا۔[12]

ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو
یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے[13]

اجماعی مسئلہ: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آقائے دوعالَم حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بے سایہ ہونے کے اتنے دلائل واقوال ہیں کہ اگر اس کو اِجماعی (مُتَّفِقہ) مسئلہ کہہ دیا جائے تو بے جا (غلط) نہ ہو گا۔[14]

سچوں کے ساتھ ہوجائیں: اللہ پاک نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[15] مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اچھوں کا سَنگ (یعنی صحبت) اختیار کرو کہ ان سے محبت رکھو، ان کے سے عقیدے، ان کے سے اعمال کرو کہ وہ حضرات حقّانیّت (یعنی سچائی) کی دلیل ہیں۔[16]

اللہ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُم یعنی برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔[17]

اے عاشقانِ رسول! اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک تقریباً ہر دور میں بڑے بڑے علمائے کرام اور امت کے امام سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عدمِ سایہ کی خصوصیت کا بیان فرماتے آئے ہیں۔ ان تمام حضرات کے نام جمع کرنا اور ان کا ذکر کرنا تو کافی مشکل ہے، حصولِ برکت کے لئے اس طویل فہرست میں سے صرف 28 اکابرینِ امت کے اسمائے گرامی پیش ہیں: (1) تابعی بزرگ حضرت سیّدُنا ذکوان (101ھ) (2) اَمیرُ المؤمنین فِی الحدیث حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن مبارک مَروَزی (181ھ) (3) امام محمد بن علی حکیم ترمذی شافعی (285ھ) (4) امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (450ھ) (5) اَبُوالْفَضْل امام قاضی عیاض مالکی (544ھ) (6) علّامہ نظامی گنجوی (594ھ) (7) امام عبدُالرّحمٰن ابن جوزی (597ھ) (8) عارفِ کامل مولانا جلالُ الدّین رومی (672ھ) (9) حافِظُ الدّین حضرت علّامہ ابوالبرکات عبدُاللہ بن احمد نَسَفی حَنَفی (710ھ) (10) امام اَبُوالْحَسَن علی بن عبدُالکافی سُبکی شافعی (756ھ) (11) حضرت خواجہ سیّد نَصِیرُ الدِّین محمود چراغ دہلوی چشتی نظامی (757ھ) (12) شَرَفُ الدِّین ابو محمد امام اسماعیل مُقْرِی یمنی شافعی (839ھ) (13) نُورُ الدّین مولانا عبدالرحمٰن جامی (898ھ) (14) امام جلالُ الدّین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سُیوطی شافعی (911ھ) (15) شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (923ھ) (16) شیخُ الاسلام امام زکریا انصاری شافعی (928ھ) (17) امام محمد بن یوسف صالحی شامی (942ھ) (18) امام حسین بن محمد دِیار بکری (966ھ) (19) عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی (972ھ) (20) امام احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی (974ھ) (21) مَلِکُ المحدّثین شیخ محمد بن طاہر صدیقی پٹنی قادری (986ھ) (22) علّامہ علی بن سلطان قاری حنفی (1014ھ) (23) امام محمد عبدالرؤف مُناوی شافعی (1031ھ) (24) حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی مُجدّدِ الفِ ثانی (1034ھ) (25) علّامہ علی بن بُرہانُ الدّین حلبی (1044ھ) (26) شیخ مُحقّق شیخ عبدالحق محدث دہلوی (1052ھ) (27) امام احمد بن محمد خَفَاجی مصری حنفی (1069ھ) (28) امام محمد بن عبدالباقی زُرقانی مالکی (1122ھ) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا — بول بالے مِری سرکاروں کے[18]

اے ہمارے پیارے اللہ پاک! ہمیں اپنے ان محبوب بندوں جیسے عقائد و اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما اور عظمت و شانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معاملے میں ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے نجات عطا فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) انموذج اللبیب، ص213 (2) قبالۂ بخشش، ص30 (3) الشفا، 1/368 (4) سبل الہدیٰ والرشاد، 2/90 (5) فتاویٰ رضویہ، 30/701 (6) مکتوباتِ امام ربانی، 2/75، مکتوب:100 (7) سامانِ بخشش، ص132 (8) ترمذی، 4/140، حدیث:2319 (9) فتاویٰ رضویہ، 30/693 (10) الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق، ص63، حدیث:18 (11) فتاویٰ رضویہ، 30/693 (12) فتاویٰ رضویہ، 30/746 (13) ذوقِ نعت، ص205 (14) رسائل نعیمیہ، ص105 (15) پ11، التوبۃ:119 (16) تفسیر نعیمی، 11/129 (17) مستدرک، 1/238، حدیث:218 (18) حدائقِ بخشش، ص360۔

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا عبداللہ نعیم عطاری مدنی*

باتوں سے خوشبو آئے

کثرتِ مال سے بُغض وعداوت

جس قوم کو کثیر مال دیا جاتا ہے تو ان کے درمیان بُغض و عداوت ڈال دی جاتی ہے۔(ارشادِ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ)(الزہد للامام احمد، ص143، رقم:597)

حلم کے بغیر علم

عالِم کو چاہئے کہ جب وعظ و نصیحت کرے تو حلم (بُردباری) اختیار کرے کیونکہ حلم کے بغیر علم درختِ بے ثمر (بغیر پھلوں کے درخت) اور نانِ بے نمک (بغیر نمک کے روٹی) ہے۔

(ارشادِ حضرت خواجہ شمسُ الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

(فیضان شمس العارفین، ص70)

مدینے کے انوار

اپنے سینے (مسلمانوں کے کینے سے) صاف رکھو تاکہ ان میں مدینے کے انوار دیکھو۔(ارشادِ حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)(فیضان مفتی احمد یار خان نعیمی، ص54، مراٰۃ المناجیح، 6/472)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

ضروریاتِ دین کے منکر سے شادی

جو کلمہ گو ہو کر ضروریاتِ دین کا منکر ہو اس سے شادی بیاہ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔(اظہار الحق الجلی، ص67)

اندھے سے پردہ

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا کہ آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔(فتاویٰ رضویہ، 22/235)

من پسند شرعی احکام

جن لوگوں کو مقاصدِ شریعت سے کچھ غرض نہیں اپنی ہوائے نفس کے تابع ہیں وہ خواہی نخواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے الجھتے اور ان کی عادات و افعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کرسکتے ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں۔ حاشا کہ ان کی غرض حمایتِ شرع ہو! حمایت شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم و ممانعت میں کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزورِ زبان انہیں گناہ ومذموم ٹھہرا کر شرع مطہر پر افتراء کیوں کرتے۔(فتاویٰ رضویہ، 22/312)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن!

بچّوں کو موبائل سے دور رکھیں

بچوں کو "موبائل" سے دُور رکھنے میں ہی عافیت ہے۔

(13 رجب المرجب 1442ھ بمطابق 25 فروری 2021)

جارِحانہ انداز

اگر آپ کسی کو سمجھانا چاہتے ہیں تو حکیمانہ اَنداز اَپنائیے کہ اِصلاح فقط اِسی طرح ہو سکتی ہے وَرنہ جارِحانہ اَنداز ضد پیدا کرتا ہے۔(15 رجب المرجب 1442ھ بمطابق 27 فروری 2021)

سوشل میڈیا پر سمجھانا

سوشل میڈیا پر کسی کو سمجھانا، سمجھانا نہیں بلکہ اُسے "ذلیل" کرنا ہے۔(15 رجب المرجب 1442ھ بمطابق 27 فروری 2021)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت، اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ کراچی

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

اپنی کمیٹی کی رقم دے کر اس پر نفع لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک جگہ کمیٹی ڈالی ہوئی ہے مگر کمیٹی چند مہینے بعد ملے گی، جبکہ اس کے دوست بکر کی ابھی کمیٹی کھل چکی ہے اور اس کے پاس رقم موجود ہے، زید بکر سے کہتا ہے کہ اپنی کمیٹی کی رقم مجھے دے دو اور جب میری کمیٹی کھلے گی تو تم اپنی رقم واپس لے لینا، اس کے بدلے میں آپ کو تین ہزار روپے زیادہ ادا کروں گا، براہِ کرم یہ رہنمائی فرمادیں کہ رقم اوپر دینے کی وجہ سے اس معاملے کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں تین ہزار روپے مشروط نفع پر زید کا بکر سے کمیٹی کی رقم لینا، ناجائز و حرام ہے کیونکہ یہ قرض پر مشروط نفع ہے اور قرض پر مشروط نفع سود ہوتا ہے، اور سود حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ زید اور بکر دونوں پر لازم ہے کہ اس طرح کا سودی معاملہ ہر گز نہ کریں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ٹریول ایجنٹ کا کورونا کے ٹیسٹ پر کمیشن لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارا ٹریول ایجنسی کا کام ہے، اب جو مسافر بھی بیرونِ ملک سفر پر جاتا ہے، اس کے لئے کورونا ٹیسٹ کروانا ضروری ہوتا ہے، ہماری ایجنسی کے ذریعے بھی لوگ باہر ملک کا سفر کرتے ہیں تو چند لیبارٹریوں کی طرف سے ہمیں یہ پیشکش ملی ہے کہ اگر آپ اپنی ایجنسی کے تحت سفر کرنے والے مسافروں کو ہماری لیبارٹری میں ٹیسٹ کیلئے بھیجیں گے تو ہم آپ کو کچھ فیصد کمیشن دیں گے، یہ کمیشن بھی طے ہوگا، اور لیبارٹری والے ٹیسٹ کروانے والے سے کوئی اضافی چارجز بھی نہیں لیں گے، بلکہ اس سے اتنے ہی چارجز وصول کئے جائیں گے جتنے دوسری لیبارٹری والے وصول کرتے ہیں۔ کیا ہمارا یہ کمیشن لینا جائز ہوگا یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں کمیشن لینا، جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کمیشن، کام کرنے کی اجرت ہوتی ہے، اس کے لئے کوئی ایسا کام کرنا ضروری ہوتا ہے جس کے بدلے میں اجرت کی صورت میں معاوضہ دیا جاسکے، یہاں آپ صرف مشورہ دیں گے کہ اس لیبارٹری سے ٹیسٹ کروالو، تو اس موقع پر صرف مشورہ دینا کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کے بدلے میں اجرت کا استحقاق ہوتا ہو، اس لئے یہ کمیشن لینا جائز نہیں۔

البتہ اگر وہ لیبارٹری واقعی قابلِ اعتماد ہو، اور آپ یا آپ کا نمائندہ کسٹمر کو لے کر لیبارٹری جائے، یوں کچھ محنت کریں اور کمیشن بھی طے ہو تو اس محنت کے بدلے میں کمیشن لے سکتے ہیں۔ لیکن طے شدہ اجرت کے مستحق نہیں ہوں گے بلکہ اجرت مثل کے مستحق ہوں گے، اجرت مثل سے مراد یہ ہے کہ اس طرح کے کام کرنے پر جتنی اجرت کا عرف ہو اتنی اجرت لے سکتے ہیں، البتہ

* محقق اہل سنت، دار الافتاء اہل سنت نورالعرفان، کھارادر کراچی

اگر طے شدہ اجرت، اجرت مثل سے کم ہو تو پھر طے شدہ اجرت ہی دی جائے گی، اجرت مثل نہیں دی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "اگر کارندہ نے اس بارہ میں جو محنت و کوشش کی وہ اپنے آقا کی طرف سے تھی، بائع کے لئے کوئی دوادوش نہ کی، اگرچہ بعض زبانی باتیں اس کی طرف سے بھی کی ہوں، مثلاً آقا کو مشورہ دیا ہو کہ یہ چیز اچھی ہے خرید لینی چاہیے، یا اس میں آپ کا نقصان نہیں اور مجھے اتنے روپے مل جائیں گے، اس نے خرید لی، جب تو یہ شخص عمرو بائع سے کسی اجرت کا مستحق نہیں کہ اجرت آنے جانے، محنت کرنے کی ہوتی ہے نہ بیٹھے بیٹھے دوچار باتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی۔۔۔ اور اگر بائع کی طرف سے محنت و کوشش و دوادوش میں اپنا زمانہ صرف کیا تو صرف اجر مثل کا مستحق ہوگا، یعنی ایسے کام اتنی سعی پر جو مزدوری ہوتی ہے اس سے زائد نہ پائے گا، اگرچہ بائع سے قرارداد کتنے ہی زیادہ کا ہو، اور اگر قرارداد اجر مثل سے کم کا ہو تو کم ہی دلائیں گے کہ سقوط زیادت پر خود راضی ہوچکا۔" (فتاویٰ رضویہ، 19/453)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

فوٹو گرافر کو دکان کرایہ پر دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا فوٹو گرافر کو دکان کرائے پر دے سکتے ہیں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: صورتِ مسئولہ میں سب سے بہتر یہ ہے کہ جائز پیشہ کرنے والے افراد کو دکان کرائے پر دیں ایسے شخص کو نہ دیں جس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ دکان میں فوٹو گرافی کرے گا۔ البتہ اس کے باوجود کوئی فوٹو گرافر کو دکان کرائے پر دیتا ہے تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ دکان مکان کرایہ پر لینے والا سکونت اور کام کی غرض سے کرایہ پر لیتا ہے اس میں کسی بھی جائز و ناجائز کام کا ذمہ دار وہ خود ہوتا ہے۔

البتہ مالک دکان پر لازم ہے کہ یہ کہہ کر دکان نہ دے کہ اس میں یہ کام کرو اور وہ کام شرعاً غلط ہو جیسا کہ فوٹو گرافر کا کام کہ اگر وہ ڈیجیٹل ہے تو عام طور سے مرد و عورت کی تمیز کے بغیر اور شادی بیاہ کے فنکشن میں بے پردگی وغیرہ سے احتراز کیے بغیر ہوتا ہے اور اگر پرنٹ نکالتا ہے تو جاندار کی تصویر کا پرنٹ نکالنا ویسے ہی جائز نہیں اور غلط کام نہ تو خود کرنا جائز ہے نہ ہی اس پر راضی رہنا جائز ہے۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ سے فوٹو گرافر کو دکان کرائے پر دینے سے متعلق سوال ہوا تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرَّحمہ نے ارشاد فرمایا: "اس شخص کو دکان کرایہ پر دی جاسکتی ہے مگر یہ کہہ کر نہ دیں کہ اس میں تصویر کھینچے، اب یہ اس کا فعل ہے کہ تصویر بناتا ہے اور عذاب آخرت مول لیتا ہے۔" (فتاویٰ امجدیہ، 3/272)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تصویر والی کرسی بنانا، بیچنا اور استعمال کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آجکل ایسی کرسیاں آرہی ہیں جن پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے کی جگہ پر انسانی تصاویر بنی ہوئی ہوتی ہیں، ان کرسیوں کو بنانا، بیچنا اور استعمال کرنا کیسا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: ایسی کرسیاں جن پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے کی جگہ پر انسان کی تصویر بنی ہوئی ہو تو ان کرسیوں پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے میں شرعی طور پر حرج نہیں ہے کہ ان پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے میں تصاویر کی توہین ہے، تعظیم نہیں اور ان کرسیوں کو بیچنے اور خریدنے میں بھی حرج نہیں، لیکن ایسی کرسیاں بنانا، ناجائز و گناہ ہے کیونکہ جاندار کے چہرے کی تصویر بنانا مطلقاً حرام اور سخت گناہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، جو اسے جائز کہے شریعت پر افتراء کرتا ہے گمراہ ہے مستحق تعزیر و سزائے نار ہے اور رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے: ایک یہ کہ چہرہ کاٹ دیا ہو یا بگاڑ دیا ہو۔ دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نظر نہ آئے۔ تیسرے یہ کہ خواری و ذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش پا انداز میں ورنہ رکھنا بھی حرام، ہاں غیر جاندار مثل درخت و مکان کی تصویر کھینچنا رکھنا سب جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 24/557)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

مسلمانوں کے خلیفۂ ثانی، امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے وسیع و عریض اسلامی سلطنت کے حاکم ہونے کے باوجود اپنی زندگی کا معیار معمولی اور سادہ رکھا، بے تکلف، سادہ اور عام آدمی کی سی زندگی بسر کی، آپ نے اپنی زندگی کو خوشحالی، عیش و عشرت، لذیذ کھانوں اور آسائشوں سے دور رکھا۔ آیئے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روشن سیرت کے اس چمکدار پہلو کو ملاحظہ کیجئے۔

ملکِ شام کا سفر: امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ملکِ شام تشریف لے گئے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، (راستے میں دریا آیا تو آپ) دونوں حضرات اس جگہ پر تشریف لائے جہاں پانی کم تھا حضرت عمر فاروق اپنی اونٹنی سے اترے اور اپنے چمڑے کے موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے پھر اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں داخل ہوگئے، یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے عرض کی: اے امیرُ المؤمنین! آپ یہ کام کررہے ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ یہاں کے لوگ آپ کو نظر اٹھا کر دیکھیں۔ ارشاد فرمایا: افسوس اے ابوعبیدہ! یہ بات تمہارے علاوہ کسی نے نہ کہی، میں تو اس عمل کو اُمّتِ محمدیہ کے لئے مثال بنادینا چاہتا ہوں، کیا تمہیں یاد نہیں ہم ایک بے سروسامان قوم تھے، پھر اللہ کریم نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزّت بخشی، جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ پاک ہمیں رسوا کردے گا۔[1] **سفرِ حج:** آپ رضی اللہ عنہ ایک بار حج کے لئے مکّۂ مکرمہ کو روانہ ہوئے تو پورے سفرِ حج میں جہاں کہیں آپ نے پڑاؤ کیا، نہ وہاں خیمہ لگایا نہ قنات، بس کسی درخت پر چادر اور چمڑے کا دستر خوان ڈال لیتے اور اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔[2] **زمین پر آرام:** جب کبھی شہر سے باہر کہیں سفر وغیرہ پر جاتے تو سفر کے دوران آرام کے لئے مٹی کا ڈھیر لگا کر اس پر کپڑا بچھاتے اور پھر آرام فرمالیتے۔[3] **ننگے پاؤں:** کبھی دیکھا گیا کہ (نمازِ عید کے لئے) ننگے پاؤں ہی تشریف لئے جارہے ہیں۔[4] **اَن چھنا آٹا:** جب سے آپ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا تب سے آپ نے بھی کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔[5] **دو سالن:** کبھی یوں ہوا کہ صاحب زادی نے روٹی اور ٹھنڈے شوربے میں زیتون ملا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا: ایک برتن میں دو سالن؟ میں اسے کبھی نہیں چکھوں گا۔[6] **خشک روٹی:** کبھی ایسا ہوا کہ (خشک) شامی روٹی دانتوں سے توڑ کر کھاتے، کسی نے پوچھا: یا امیر المؤمنین! اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لئے نرم غذا لے آؤں؟ تو فرمایا: کیا تمہاری نظر میں عرب میں کوئی ایسا شخص ہے جو عمدہ غذا حاصل کرنے کے لئے مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہو۔[7] (یعنی آپ حاکم تھے اور عمدہ غذا حاصل کرسکتے تھے مگر پھر بھی قناعت اختیار کرتے ہوئے خشک روٹی تناول فرماتے) **سادہ غذا:** کبھی اس طرح ہوا کہ خشک گوشت کے ٹکڑوں کو پانی میں ابال کر لایا جاتا، کبھی یوں ہوا کہ قلیل مقدار میں تازہ گوشت لایا جاتا جسے آپ تناول فرماتے[8] کبھی ایسا بھی ہوا کہ شدید بھوک کے عالَم میں آپ کو ایک ہی کھجور ملی تو آپ نے

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

اسے کھا کر اوپر سے پانی پی لیا، پھر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: بربادی ہے اس شخص کے لئے جس کو اس کے پیٹ نے جہنّم میں داخل کیا۔[9] کبھی ایک وفد آکر ٹھہرا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے روزانہ کھانے کے وقت ایک (سوکھی) روٹی چورہ کرکے لائی گئی، جسے آپ کبھی گھی کے ساتھ کبھی زیتون کے ساتھ تو کبھی دودھ کے ساتھ تناول فرمالیتے۔[10] **پسینہ چوسنے والی قمیص:** (ملکِ شام کے سفر میں) ایلہ کے مقام پر پہنچے تو طویل سفر کے سبب بدن پر موجود قمیص پیچھے سے پھٹ گئی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کے حاکم کو اپنی قمیص دھلوانے اور پیوند لگانے کے لئے دے دی، حاکم نے پیوند لگا کے اسے دھلوادیا اور ساتھ ہی اُس جیسی ایک نئی قمیص بھی بنوا کر آپ کی خدمت میں بطورِ تحفہ پیش کردی۔ آپ نے نئی قمیص کو دیکھا، اس پر ہاتھ پھیرا اور اپنی وہی پیوند والی پرانی قمیص پہن لی اور فرمایا: میری یہ قمیص تمہاری قمیص کے مقابلے میں زیادہ پسینہ چوسنے والی ہے۔[11] **دیر سے آنے پر معذرت:** کبھی یوں ہوا کہ آپ کو نمازِ جمعہ کے لئے تاخیر ہوگئی، جب آپ تشریف لائے تو لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اس قمیص کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی قمیص نہیں ہے۔[12] **قمیص پر چار پیوند:** کسی نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قمیص پر چار پیوند دیکھے۔[13] **تہبند پر پیوند:** کسی نے دیکھا کہ آپ کے کپڑوں میں اوپر تلے تین پیوند (یعنی کپڑے کے جوڑ) ایک جگہ پر لگے تھے کہ ایک پیوند گل گیا تو اس کے اوپر ایک اور لگالیا، کسی نے دیکھا آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ دیا اور اس وقت آپ کے تہبند شریف میں بارہ پیوند تھے[14] کسی نے دیکھا کہ آپ خانۂ کعبہ کا طواف کررہے ہیں اور تہبند پر بارہ پیوند ہیں۔[15] کسی نے آپ کو نماز کی حالت میں دیکھا کہ تہبند پر کئی پیوند ہیں اور کہیں کہیں اس میں چمڑا بھی لگا ہے۔[16] قحط کے زمانے میں آپ کے تہبند پر 16 پیوند دیکھے گئے۔[17] **بقدرِ کفایت خوراک:** آپ رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے بقدرِ کفایت ہی خوراک لیا کرتے تھے، گرمیوں میں ایک لباس لیتے اگر وہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے پیوند لگالیتے، جب تک اس سے کام چلتا چلالیتے اور پھر اسے تبدیل کرلیتے، ہر سال پچھلے سال سے کم درجے کا کپڑا ہی لیتے۔ کسی نے آپ سے اس معاملے میں بات کی تو آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کے مال سے اپنے خرچے کے لئے مال لیتا ہوں اور مجھے اتنا ہی کفایت کرتا ہے۔[18] **یومیہ اخراجات:** کسی نے یوں روایت کی: امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے گھر والوں پر یومیہ فقط دو درہم خرچ کیا کرتے تھے۔[19] **حج کے اخراجات:** کسی نے یوں بتایا کہ آپ حج کے لئے گئے تو فقط 180 درہم خرچ کئے۔[20] **قرض:** جب آپ کو ضرورت پیش آتی تو آپ بیتُ المال (سرکاری خزانے) سے قرض بھی لے لیتے، بعض اوقات بیتُ المال کے نگران آپ کے پاس آتے اور قرضہ واپس مانگتے اور لوٹانے کا پابند کردیتے لہٰذا آپ قرضہ کی رقم لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے کبھی یوں ہوتا کہ جب آپ کا وظیفہ ادا کیا جاتا تو آپ اس میں سے قرض کی رقم لوٹاتے۔[21] **مسواک سے محبّت:** جب رمضانُ المبارک کی آمد ہوتی تو آپ کیم رمضان کی شب نمازِ مغرب کے بعد لوگوں کو نصیحت آموز خطبہ ارشاد فرماتے۔[22] آپ کو کثرت سے مسواک کرتے دیکھا گیا۔[23]

پیارے اسلامی بھائیو! جس سادگی و عاجزی نے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کو چار چاند لگائے، اس زمانے میں ان کی جس جس ادا پر عمل کرنا ہمارے لئے ممکن ہو وہ اپنا کر ہم فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی پیروی کی برکتیں پاسکتے ہیں۔

شہادت: مسلمانوں کے اس عظیم خلیفہ کو 26 ذوالحجۃ بدھ کے دن شدید زخمی کردیا گیا تھا جبکہ کیم محرمُ الحرام 24 ہجری بروز اتوار کو روضۂ رسول میں آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی۔ آپ کی خلافت تقریباً 10 سال 5 ماہ اور 21 روز رہی۔[24]

---

(1) مستدرک للحاکم، 1/236، حدیث:214 (2) تاریخ ابن عساکر، 44/305 (3) مصنف ابن ابی شیبہ، 19/144، رقم:35603 (4) مستدرک للحاکم، 4/32، حدیث:4535 (5) طبقات ابن سعد، 1/301 (6) ایضاً، 3/243 (7) ریاض النضرۃ، 1/365 (8) تاریخ ابن عساکر، 44/298 (9) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص135 (10) تاریخ ابن عساکر، 44/298- الزہد لابن المبارک، ص204 (11) تاریخ الرسل والملوک، 4/64 (12) طبقات ابن سعد، 3/251 (13) مصنف ابن ابی شیبہ، 19/139، رقم:35588 (14) مراٰۃ المناجیح، 6/108 (15) طبقات ابن سعد، 3/250 (16) ایضاً، 3/250 (17) ایضاً، 3/243 (18) ایضاً، 3/234 (19) ایضاً، 3/234 (20) ایضاً، 3/234 (21) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص100 (22) مصنف عبد الرزاق، 4/204، حدیث:7778 (23) طبقات ابن سعد، 3/220 (24) طبقات ابن سعد، 3/278۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مزارِ حضرت سیّدُنا ابو عبد الرّحمٰن بلال بن رَباح حبشی رضی اللہ عنہ

مزارِ حضرت سیّد صفی الدین اسحاق کاظمی اَرْدَبیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

محرّمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 64 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1442ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہم الرضوان: (1) صحابیہ حضرت ہند بنت عُتبہ قُرشیہ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب چوتھی پُشت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے، آپ رئیسِ مکہ کی بیٹی، سردارِ مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ آپ فتحِ مکہ کے دن اسلام لائیں، بیعت کی اور گھر میں موجود بُت پاش پاش کردیا، آپ بہت عقل مند، بہادر، غیرت مند، باحیا، پاک دامن، فیاض، صاحبُ الرائے اور حُسنِ اسلام والی خاتون تھیں۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے جنگِ یَرموک میں شریک ہوئیں۔ آپ کا وصال (محرم 14ھ کو) خلافتِ عمر میں اس دن ہوا جب حضرت ابوقحافہ عثمان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔[1] (2) مؤذنِ رسول حضرت سیّدُنا ابو عبد الرّحمٰن بلال بن رَباح حبشی رضی اللہ عنہ کی ولادت ایک قول کے مطابق مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ ابتدا میں اسلام قبول کرنے اور انتہائی تکالیف اُٹھانے، عشقِ رسول میں شہرت پانے اور مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں اذان دینے کا شرف پانے، غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت کرنے اور احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ آپ نے طاعونِ عَمْواس میں 17 یا 18ھ کو وصال فرمایا۔ ایک قول کے مطابق یہ وبا محرم اور صفر 17ھ میں پھیلی۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام: (3) سلطانُ العارفین حضرت سیّد صفی الدین اسحاق کاظمی اَرْدَبیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 650ھ اَرْدَبیل ایران میں ایک کاظمی سادات خاندان میں ہوئی اور 12 محرم 735ھ کو وصال فرمایا، مزار اردبیل ایران میں ہے۔ آپ ابتدا ہی سے تصوف کی طرف مائل، بانیِ خانقاہ و سلسلۂ صفویہ، مؤثر شخصیت اور اکابر اولیا سے ہیں۔[3] (4) محیُّ الدین ثانی حضرت شاہ سیّد محمد عبد اللہ قادری بغدادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1130ھ کو بغداد شریف میں ہوئی اور وصال 14 محرم 1207ھ کو رامپور (یوپی) ہند میں ہوا، مزار مرجعِ خلائق ہے۔ آپ علومِ اسلامیہ کے ماہر، سلسلۂ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، نوابِ آف ریاست رامپور کے مرشد، جامع مسجد رامپور و خانقاہ قادریہ کے بانی اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے، حضرت شاہ سیّد امجد علی اکبر آبادی اور حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی آپ کے خلفا ہیں۔[4] (5) قُطبُ الہند حضرت حافظ میر شجاعُ الدین حسین قادری رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1191ھ بُرہان پور (مدھیہ پردیش) ہند میں ہوئی اور 4 محرم 1265ھ کو حیدر آباد دکن میں وفات پائی، مزار درگاہ قُطبُ الہند عیدی بازار میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ حافظ و قاریِ قرآن، عالم و فاضل، مصنفِ کُتب، ولیِ کامل اور مبلغِ اسلام تھے۔ آپ کی تبلیغِ اسلام سے کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔[5] (6) غوثُ العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1233ھ کو موضع مان (ضلع گوجرانوالہ پنجاب) کے صوفی خاندان میں ہوئی، 5 محرم 1309ھ کو وصال فرمایا، مزار دربارِ معلّٰی قادریہ خراداں بازار (ضلع گوجرانوالہ) میں ہے۔ آپ قادریہ سلسلے کے شیخِ طریقت اور کثیرُ الفیض تھے۔[6] (7) حضرت باواجی سلوئی والے، استاذُ الحفاظ حضرت مولانا حافظ غلام احمد گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1305ھ میں موضع عینو (خوشاب، پنجاب) کے صالح اعوان

* رکن شوریٰ و نگرانِ مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

مزار حضرت مولانا حافظ غلام احمد گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت حافظ میر شجاعُ الدین حسین قادری رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ

خاندان میں ہوئی اور 18 محرم 1394ھ کو وصال فرمایا اور جامع مسجد رحمانیہ (چواسیدن شاہ ضلع چکوال) سے متصل تدفین کی گئی۔ آپ حافظِ قراٰن، جیّد عالمِ دین، مرید و خلیفہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی، تلمیذ خلیفۂ اعلیٰ حضرت قاضی عبدالغفور، بانی جامع مسجد رحمانیہ و مدرسہ، کثیر حفاظ و علما کے استاذ اور صاحبِ کرامت تھے۔[7] 8 شمسُ العلماء، تاجُ الاولیاء، حضرت علّامہ شاہ وَجیہُ الدّین علوی چشتی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 911ھ میں گجرات (چانپانیر، مضافاتِ گجرات) ہند میں ہوئی اور 29 محرم 998ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک مدینۃُ الاولیاء احمد آباد (گجرات) ہند میں مرجعِ انام ہے۔ آپ جید عالمِ دین، بانیِ مدرسہ عالیہ علویہ، شریعت و طریقت کے جامع، 40 سے زائد کُتب کے محشی و مصنف اور اکابر علما و مشائخ ہند سے ہیں۔[8]

عُلَمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام: 9 شیخُ الاسلام حضرت امام ابو عثمان اسماعیل نیشاپوری صابُونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 373ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 4 محرم 449ھ کو وصال فرمایا۔ آپ عظیم عالمِ دین، مفسرِ قراٰن، محدثِ وقت، عابد و زاہد اور مصنفِ کُتب تھے۔ بیس سال جامع مسجد میں امامت و خطابت فرمائی۔ آپ کی کتاب عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث آپ کی پہچان ہے۔[9] 10 حجۃ الاسلام حضرت عبد اللہ بن محمود مَوْصِلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 599ھ مَوْصِل (صوبہ نینویٰ) عراق میں ہوئی۔ بغداد شریف میں 19 محرم 683ھ کو وصال فرمایا اور تدفین مقبرۂ خیزران شمالی بغداد میں ہوئی۔ آپ عظیم حنفی عالمِ دین، امامِ عصر، فقیہِ حنفی، استاذُ العلماء اور مصنفِ کُتب ہیں۔ آپ کی کتاب "المختار" "مُتونِ اربعہ (فقہِ احناف کی چار بڑی بنیادی کُتب) میں شامل ہے۔[10] 11 حضرت علّامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بنارس (یوپی) ہند میں ہوئی اور 10 محرم 1345ھ کو مدینے شریف میں وِصال فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، آپ جیّد عالمِ دین، مناظرِ اسلام، مجازِ طریقت، شیخُ الحدیث و مدرس مدرسہ ابراہیمیہ بنارس، 16 کُتب و رَسائل میں سے ایک اہم تصنیف تُحْفَةُ الْاَتْقِيَاءِ فِيْ تَحْقِيْقِ اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بھی ہے، آپ اعلیٰ حضرت کے معاصر اور ان سے محبت کرتے تھے۔[11] 12 صاحبِ دیوان شاعر حضرت مولانا علی احمد خان اسیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1268ھ کو بریلی شریف میں ہوئی اور 2 محرم 1346ھ کو مدینۂ منورہ میں وصال فرمایا۔ تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، آپ عالمِ دین، شاعرِ اسلام، 16 کُتب کے مصنف، بانیِ مطبع نسیم سحر بدایون، سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ، عاشقِ رسول اور آگرہ کالج میں عربی کے پروفیسر تھے۔ لِسانُ الحسّان مولانا یعقوب حسین ضِیاءُ القادری بدایونی آپ کے لے پالک بیٹے اور شاگرد ہیں۔[12] 13 حضرت شیخ سیّد محمد سُہیل الخطیب حسنی شافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1315ھ کو دمشق میں ہوئی اور یہیں 10 محرم 1402ھ کو وصال فرمایا۔ دَحْداح قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ خاندانِ غوثِ اعظم کے چشم و چراغ، شیخ بدرُ الدّین حسنی و خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ عبدُ الحیّ کَتّانی کے شاگرد، شیخ عبدُ الرّزاق طَرابُلسی نقشبندی کے خلیفہ، جیّد عالمِ دین، مصنفِ کُتب اور صوفیِ باصفا تھے۔ فضیلۃُ الشیخ حضرت علّامہ ڈاکٹر سیّد عبد العزیز الخطیب حسینی دمشقی حفظہ اللہ آپ کے جانشین اور صاحبزادے ہیں۔[13]

---

(1) اسد الغابۃ، 7/316، طبقات لابن سعد، 8/188، 6/9، فتوح البلدان، ص184 (2) الاستیعاب، 1/258، تہذیب التہذیب، 1/527، البدایۃ والنہایۃ، 10/40 (3) اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 12/138 (4) مختصر تعارف، ص2 تا 8 (5) محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن، 2/1004، تذکرۃ الانساب، ص95 (6) انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام، 1/432 (7) مردِ کامل، ص25، 33، 57 (8) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی حیات و خدمات، ص4 تا 12، 210 تا 220، 257 (9) سیر اعلام النبلاء، 13/462، طبقات المفسرین للسیوطی، ص36 (10) الجواہر المضیۃ، 1/291، الفوائد البہیۃ، ص137، حدائق الحنفیۃ، ص289 (11) تحفۃ الاتقیاء، ص15 تا 29 (12) تذکرۂ شعراء حجاز، ص127 تا 131 (13) نثر الجواہر والدرر، 2/2059۔

تعزیت و عیادت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے Video اور Audio پیغامات کے ذریعے دکھیاروں اور غم زدوں سے تعزیت اور بیماروں سے عیادت فرماتے رہتے ہیں، ان میں سے منتخب پیغامات ضروری ترمیم کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔

حضرت علّامہ مولانا عبد الحمید محمد سالم القادری کے انتقال پر تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی عُفِیَ عَنْہُ کی جانب سے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ حضرت علّامہ مولانا عبد الغنی عَطیف میاں قادری عثمانی بدایونی اور حضرت علّامہ مولانا عزام میاں قادری عثمانی قدسی کے والدِ گرامی زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف، پیرِ طریقت، فخرِ قادریت، حضرت علّامہ مولانا شیخ حافظ عبد الحمید محمد سالمُ القادری دل کی بیماری میں مبتلا رہتے ہوئے 26 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 9 مئی 2021 کو 82 سال کی عمر میں بدایوں شریف میں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے،

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

میں تمام سوگواروں سے تعزیت کرتا ہوں اور صبر وہمت سے کام لینے کی تلقین۔ یاربَّ المصطفےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللہُ علیہ والہٖ وسلَّم! حضرت علّامہ مولانا شیخ حافظ عبد الحمید محمد سالمُ القادری کو غریقِ رحمت فرما، اے اللہ پاک! انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرما، اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن! ان کی قبر جنّت کا باغ بنے، رحمت کے پھولوں سے ڈھکے، نورِ مصطفےٰ کے صدقے تاحشر جگمگاتی رہے، اے اللہ پاک! قبر کی وحشت، تنگی، گھبراہٹ سب دور ہو، مولائے کریم! مرحوم کو بے حساب مغفرت سے مشرف فرما کر جنّتُ الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا پڑوس نصیب فرما، یااللہ پاک! تمام سوگواروں کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرما، پروردگار! میرے پاس جو کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اپنے کرم کے شایانِ شان ان کا اجر عطا فرما کر یہ سارا اجر و ثواب جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو عنایت فرما، بوسیلۂ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم یہ سارا اجر و ثواب حضرت علّامہ مولانا شیخ حافظ عبد الحمید محمد سالمُ القادری سمیت ساری اُمّت کو عنایت فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

صبر وہمت سے کام لیجئے، اللہ پاک کی رضا پر راضی رہئے اور شیطان کے وسوسوں پر توجہ نہ دیجئے، جس کا وقت پورا ہوتا ہے وہ چلا جاتا ہے اگر کوئی دنیا میں ایک دن کا ٹائم لایا ہے تو اسے ایک دن کے بعد مرجانا ہے جیسے ایک دن کا بچہ مرجاتا ہے اور جس کو اللہ نصیب کرتا ہے تو وہ 100 سال تک زندہ رہتا ہے۔ بہر حال مرنا پھر بھی ہے اس لئے جس کا وقت پورا ہوا وہ چلا گیا، ہمیں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا چاہئے اور صبر کرنا چاہئے، واویلا مچانے سے جانے والے نے پلٹ کر کہاں آنا ہے، ہمیں بھی تو جانا ہے، ہمیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور اس کی تیاری کے لئے سامان کرنا چاہئے کہ جس طرح وہ گیا، ایک دن ہم بھی اس دنیا سے چلے جائیں گے، دنیا سے دل نہیں لگانا ہے، دنیا عبرت کی جگہ ہے کوئی تماشہ نہیں ہے۔

؎ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے

(اس کے بعد امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فیضانِ رمضان (مرمّم) سے دو حدیثِ پاک بیان فرمائی:) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: روزے کی حالت میں جس کا انتقال ہوا اللہ پاک اُس کو قیامت تک کے روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (الفردوس بماثور الخطاب، 3/504، حدیث:5557) رحمتِ عالمیان کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس کو رمضان کے اختتام کے وقت موت آئی وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء، 5/26، حدیث:6187)

دعوتِ اسلامی آپ کی اپنی دینی تحریک ہے، اس کے لئے ہمیشہ دُعا فرماتے رہئے اور اپنے چاہنے والوں کو دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب دلاتے رہئے، اور جب جب موقع ملے اسلامی بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے دعوتِ اسلامی کے اجتماعات وغیرہ میں بھی کرم فرمایئے، اللہ کریم آپ صاحبان کو خوش رکھے، شاد و آباد، پھلتا پھولتا مدینے کے سدا بہار پھولوں کے صدقے مسکراتا رکھے۔ زہے نصیب مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے اللہ کریم کے دیئے ہوئے مال میں سے مسجد بنادیجئے یا مسجد کی تعمیر میں حصہ ہی لے لیجئے، مسجد بنانے کی بڑی فضیلت ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے اپنے حلال مال سے وہ گھر بنایا جس میں اللہ پاک کی عبادت کی جائے اللہ پاک اس کے لئے جنّت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔ (معجم الاوسط، 4/17، حدیث:5059)

بے حساب مغفرت کی دُعا کا ملتجی ہوں۔

حضرت علّامہ مولانا مفتی سیّد احمد شاہ صاحب کے انتقال پر تعزیت

مفتیِ اعظم کچھ مانڈوی، حضرت علّامہ مولانا مفتی سیّد احمد شاہ قادری صاحب 25 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 8 مئی 2021ء کو 100 سال کی عمر میں مانڈوی کچھ گجرات ہند میں اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے ان کے صاحبزادوں سیّد امین شاہ صاحب، سیّد حسین شاہ صاحب، سیّد قاسم شاہ صاحب، سیّد عثمان شاہ صاحب اور سیّد ابو بکر شاہ صاحب سمیت تمام سوگواروں سے تعزیت کی اور حضرت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب کیا۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے مئی 2021ء میں 1957 پیغامات جاری فرمائے جن میں سے 474 تعزیت کے، 1381 عیادت کے جبکہ 102 دیگر پیغامات تھے، تعزیت والوں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے (1) حضرت علّامہ مولانا پیر سیّد نور احمد شاہ کاظمی صاحب (اسلام آباد)[1] (2) آلِ رسول، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، شیخ المسلمین، شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، علّامہ الحاج الشاہ سیّد حسنین رضا قادری (سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ کیری شریف، بانکا بہار ہند)[2] (3) قاضی شہر بوندی، پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین صاحب (بوندی راجستھان، ہند)[3] (4) آلِ رسول، پیرِ طریقت حضرت سیّد اقبال علی شاہ صاحب (احمد آباد شریف، ہند)[4] (5) خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، صوفیِ باصفا، عالمِ باعمل، حضرت علّامہ مولانا شریف احمد رضوی صاحب[5] (6) فقیہِ نیپال، صدر مرکزی ادارۂ شرعیہ جنکپور، حضرت علّامہ الحاج مفتی عثمان رضوی صاحب (جنکپور، نیپال)[6] (7) حضرت مولانا نسیم الحسن صاحب (راولاکوٹ، کشمیر)[7] (8) حضرت مولانا محمد اکرم قادری صاحب[8] (9) پیرِ طریقت حضرت سیّد امیر شاہ صاحب نقشبندی مجددی (آستانہ عالیہ امیر آباد شریف جاتلی راولپنڈی) سمیت 474 عاشقانِ رسول کے انتقال پر ان کے سوگواروں سے تعزیت کی اور مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب بھی کیا۔ نیز امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے 1 ہزار 381 بیماروں اور دُکھیاروں کے لئے دُعائے صحت وعافیت بھی فرمائی۔ تفصیل جاننے کے لئے اس ویب سائٹ، "دعوتِ اسلامی کے شب و روز" news.dawateislami.net کا وزٹ فرمایئے۔

---

(1) تاریخِ وفات: 17 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 30 اپریل 2021ء
(2) تاریخِ وفات: 22 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 5 مئی 2021ء
(3) تاریخِ وفات: 22 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 5 مئی 2021ء
(4) تاریخِ وفات: 2 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 15 اپریل 2021ء
(5) تاریخِ وفات: 3 شوال المکرم 1442ھ مطابق 15 مئی 2021ء
(6) تاریخِ وفات: 5 شوال المکرم 1442ھ مطابق 17 مئی 2021ء
(7) تاریخِ وفات: 26 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 9 مئی 2021ء
(8) تاریخِ وفات: 3 شوال المکرم 1442ھ مطابق 15 مئی 2021ء۔

رازوں کی سرزمین (قسط:05)

مولانا عبد الحبیب عطاری*

3 مزارات پر حاضری: 7مارچ 2020ء کو ہم مغرب کے وقت قاہرہ کے علاقے قَرافَہ (Qarafa) میں پہنچے جسے عوامی زبان میں عُشُ الْجَنَّۃ (جنت کی گھاس) بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم ایک ایسے مقام پر حاضر ہوئے جسے تین اکابر اولیائے کرام سے نسبت حاصل ہے: حضرت رابعہ بصریہ، حضرت ذوالنّون مصری اور حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ **حضرت ذوالنون مصری:** حضرت سیّدنا ذوالنّون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت ابو جعفر منصور عباسی کے دورِ حکومت کے آخر میں ہوئی۔ آپ ولایت کے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ 2ذُوالقعدۃِ الحرام 245ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ دُھوپ کی شدّت کی وجہ سے آپ کے جنازے پر پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ جس طرف سے آپ کا جنازہ گزرا وہاں مسجد میں مؤذن اذان دے رہا تھا، جس وقت وہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" پر پہنچا تو آپ نے شہادت کی اُنگلی اُٹھا دی۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید آپ کا انتقال نہیں ہوا لیکن جب جنازہ رکھ کر دیکھا گیا تو آپ ساکت تھے اور شہادت کی اُنگلی اُٹھی ہوئی تھی جو کوشش کے باوجود بھی سیدھی نہیں ہوئی چنانچہ آپ کو اسی طرح دفن کر دیا گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، 1/129) حضرت سیّدنا ذوالنّون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات جاننے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" (اگست 2017ء، صفحہ 37) ملاحظہ فرمایئے۔ **حضرت محمد بن حنفیہ:** حضرت سیّدنا ابوالقاسم محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہہ الکریم کے شہزادے، تابعی بزرگ، مجاہد، امام، مُدرِّس اور مُحدّث تھے۔ 16ھ میں مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے اور محرمُ الحرام 81ھ میں مدینۂ منورہ میں وصال فرما کر جنّتُ البقیع میں مدفون ہوئے۔ **حضرت رابعہ بصریہ:** حضرت سیّدتنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا مشہور وَلیّہ ہیں۔ آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد صاحب کے خواب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تمہاری یہ بچّی بہت مقبولیت حاصل کرے گی اور اس کی شفاعت سے میری اُمّت کے ایک ہزار افراد بخش دیئے جائیں گے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص65 ملخصاً) آپ کے سالِ وصال کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، امام ذَہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 180ھ میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے مزید حالاتِ زندگی جاننے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" (اگست 2017ء، صفحہ 39) ملاحظہ فرمایئے۔ **اہرامِ مصر:** 8مارچ 2020ء کو ہم نے دنیا کے سات عجوبوں میں سے ایک اہرامِ مصر کا دورہ کیا۔ عاشقانِ رسول کے نزدیک مصر کی اہمیت یہاں موجود مقدس ہستیوں کے مزارات کی وجہ سے ہے لیکن عوامُ النّاس مصر کو اہرامِ مصر کی نسبت سے پہچانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اہرامِ مصر سے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ یہ اہرام حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی ہزاروں سال پہلے تعمیر ہوئے تھے اور انہیں جنّات نے تعمیر کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے پہلے تقریباً 60 ہزار

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبد الحبیب عطاری کے آڈیو پیغامات وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

* رکن شوریٰ و نگران مجلس مدنی چینل

https://www.facebook.com/AbdulHabibAttari/

سال تک جنات زمین پر رہے تھے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص129 ملتقطاً) **اہرامِ مصر دیکھنے کی نیتیں:** لوگ عُموماً گھومنے پھرنے اور عجائبات کے نظارے کے لئے یہاں آتے ہیں لیکن ہم چند اچھی اچھی نیتیں کر کے یہاں گئے تھے مثلاً عبرت حاصل کرنا، اس جگہ سے متعلق لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنا وغیرہ۔ یہاں عُموماً کافی رش ہوتا ہے اور بد نگاہی کا بھی امکان رہتا ہے، لہٰذا ہم نے ایسا وقت منتخب کیا کہ لوگ کم سے کم ہوں اور ہم مدنی چینل کے لئے ریکارڈنگ کر سکیں۔ اہرامِ مصر کے پتھر جو ہزاروں سال پُرانے اور تخلیقِ انسان سے بھی پہلے کے ہیں، ہم نے ان کے پاس کلمۂ طیبہ پڑھ کر انہیں اپنے ایمان کا گواہ بھی بنایا۔ اہرامِ مصر کے پاس پہنچ کر اور یہاں کا ماحول دیکھ کر انسان کو ایسا لگتا ہے کہ وہ ہزاروں سال پُرانے زمانے میں پہنچ گیا ہے۔ یہاں اطراف میں اونٹ اور گھوڑے بھی موجود تھے لہٰذا ادائے سنّت کی نیّت سے ہم نے گھوڑے کی سواری بھی کی۔ **قدیم مصری بادشاہوں کے مقبرے:** اہرامِ مصر کو مصر کے بادشاہوں کے لئے مقبرے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا جہاں ان کی لاشوں کو مخصوص کیمیکلز کے ذریعے حَنُوط کر کے محفوظ کیا جاتا تھا۔ لاشوں کے ساتھ بہت سا ساز و سامان اور زیورات بھی رکھے جاتے تھے اور ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ کچھ عرصے بعد بادشاہ دوبارہ زندہ ہوگا تو یہ چیزیں اس کے کام آئیں گی۔ وہ حَنُوط شدہ لاشیں تو آج بھی موجود ہیں اور دنیا کے لئے عبرت کا سامان ہیں لیکن وہ ساز و سامان ان کے کسی کام نہ آیا۔ کسی نے سچ کہا ہے:

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اہرامِ مصر سے متعلق حیرت انگیز معلومات: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے حساب کے مطابق یہ اہرام تقریباً 12ہزار سال سے بھی زیادہ پُرانے ہیں۔ غور فرمائیں! اس طویل عرصے کے دوران ان اہراموں پر کس قدر موسمی اثرات سردی، گرمی اور بارش وغیرہ آئے ہوں گے لیکن آج بھی یہ جوں کے توں اپنی جگہ کھڑے ہیں۔

سب سے بڑے اہرام کی اونچائی تقریباً 481فٹ ہے اور کم و بیش 4300سال تک اسے روئے زمین کی سب سے اونچی عمارت ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ اس سب سے بڑے اہرام کی بنیاد مُرَبَّع (Square) شکل کی ہے جس کی ہر جانب کی لمبائی 751 فٹ ہے۔ جیسے جیسے یہ عمارت بلند ہوتی ہے اس کی چوڑائی ایک ترتیب کے ساتھ کم ہوتی جاتی ہے اور 481فٹ کی بلندی پر پہنچ کر عمارت کے چاروں کونے ایک نقطے پر مرکوز ہو جاتے ہیں۔ بلندی سے پیندے تک یہ عمارت ہر جانب سے 51 درجے کا زاویہ (Angle) بناتی ہے۔ عمارت کا ہر کونہ قطب نما کے چاروں اطراف شمال، جنوب اور مشرق و مغرب پر پوری طرح یکساں مکمل ہوتا ہے۔ اس اہرام کی تعمیر پر تقریباً 20لاکھ سے زیادہ پتھر استعمال ہوئے ہیں اور ہر پتھر کا وزن 2ٹن سے کہیں زیادہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق اہرامِ مصر میں سے ہر اہرام کا وزن کم از کم تقریباً 65لاکھ ٹن ہے۔ اہرامِ مصر کے علاوہ دنیا میں کوئی اور اتنی اونچی تکونی (Triangle) عمارت نہیں ہے۔ اہرامِ مصر کی تعمیر میں ایک کے اوپر دوسرا پتھر اس طرح جمایا گیا ہے کہ کوئی ATM کارڈ بھی ان کے بیچ میں داخل نہیں کیا جا سکتا، حالانکہ اُس دور میں سیمنٹ وغیرہ تعمیراتی سامان بھی نہیں تھا۔

جن پتھروں سے اہرامِ مصر کی تعمیر ہوئی ہے ان سے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ اسوان (Aswan, Egypt) نامی شہر میں پائے جاتے ہیں جو یہاں سے تقریباً 900کلومیٹر دور ہیں۔ آج سے ہزاروں سال پہلے جبکہ ٹرین، ٹرک وغیرہ سواریاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں اور ظاہر ہے اتنے وزنی پتھر کوئی جانور بھی نہیں اٹھا سکتا، اتنے وزنی پتھروں کو اتنے فاصلے سے یہاں تک لانا اور اس قدر مہارت و نفاست سے ان عمارات کو تعمیر کرنا جنات کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ آج سے ہزاروں سال پہلے قدیم مصریوں نے ان اہراموں کی تعمیر کی تھی اور یہ پتھر یہاں تک لانے کے لئے پانی کی نہریں کھود کر کشتیوں کے ذریعے انہیں یہاں تک لایا گیا تھا۔

اللہ کریم ہمارا مصر کا سفر قبول فرمائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں اس کی برکتوں سے مالامال فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا عبدُالحبیب عطّاری (قسط 01)

(رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ، دعوتِ اسلامی)

ہنستا مسکراتا چہرہ، حوصلہ مند اور باہمت، دینِ متین کی خدمت کا عظیم جذبہ رکھنے والے، عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی عبد الحبیب عطّاری مُدَّظِلُّہُ العالی کی ذات جانی پہچانی اور معروف ہے، آپ بچپن میں ہی دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہوئے اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا، آپ نے اہلِ سنّت کے بڑے ادارے دارُالعلوم امجدیہ کراچی سے دورۂ حدیث کیا۔ اِس وقت آپ کی ماتحتی میں دعوتِ اسلامی کے 17 شعبے ہیں، آپ اکثر وقت دین کے کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں، گویا کہ آپ نے خود کو دعوتِ اسلامی اور دینِ متین کی خدمت کے لئے وقف کردیا ہے۔ آپ کی ذات بے شمار صلاحیتوں سے مالامال ہے، آپ ایک بہترین مبلّغ اور اچّھے نعت خواں ہیں، مدنی چینل کے کئی مقبولِ عام سلسلوں میں آپ کی ذات نمایاں دکھائی دیتی ہے، فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام وغیرہ پر آپ کے اکاؤنٹ بھی موجود ہیں صرف سوشل میڈیا پر آپ سے محبّت رکھنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ پہلے آپ نے اپنی آواز میں شہرۂ آفاق ترجمۂ قراٰن "کنزُالایمان" ریکارڈ کروایا، اس کے بعد مفتی محمد قاسم عطّاری دامَ ظِلُّہُ العالی کا ترجمۂ قراٰن بنام "کنزُ العرفان" ریکارڈ کروایا، اور اب تک تفسیر "صراطُ الجنان" کے 17 پارے ریکارڈ کرواچکے ہیں۔ 27 مئی 2021ء بروز جمعرات مولانا مہروز عطّاری مدنی اور مولانا خالد عطّاری مدنی نے آپ سے ایک طویل اور دلچسپ انٹرویو لیا، اس انٹرویو کے چند منتخب سوالات کو کچھ ترمیم کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے صفحات کی زینت بنایا جارہا ہے۔

خالد عطّاری: سب سے پہلے یہ بتائیے کہ آپ کا نام فیصل ہے یا عبدالحبیب؟

عبدالحبیب عطّاری (مسکراتے ہوئے): بھئی واہ! آپ نے تو پہلا سوال ہی بڑا ڈائریکٹ اور پرسنل کیا ہے اب جواب سنئے: ہمارے یہاں میمنوں میں دو نام رکھے جاتے ہیں ایک نام کو اذان کا نام کہا جاتا ہے، اور دوسرا نام پکارنے کے لئے رکھا جاتا ہے، میرے دادا کا نام حبیب تھا لہٰذا میرا اذان کا نام حبیب رکھا اور پکارنے کے لئے فیصل نام رکھا گیا اور فیصل نام ہی میری تقریباً تمام اسناد میں ہے، اسکول، N.I.C اور پاسپورٹ وغیرہ میں بھی یہی نام لکھا ہے، اب حبیب سے میرا نام عبدالحبیب کیسے ہوا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کو معلوم ہوا کہ میرا اذان کا نام حبیب ہے تو میری جانب اشارہ کرکے فرمانے لگے: جب اس بچّے کا اتنا اچّھا نام ہے تو انہیں عبدالحبیب کہا کریں، اب ساری دعوتِ اسلامی مجھے عبدالحبیب کے نام سے پہچانتی ہے مگر ابھی تک میری اسناد میں فیصل نام ہی لکھا ہے، کچھ پرانی جان پہچان والے اور خاندان کے کچھ پرانے افراد کبھی کبھی فیصل کہتے ہیں، اور باقی دنیا مجھے عبدالحبیب عطاری کے نام سے جانتی ہے۔

خالد عطّاری: کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ الگ الگ نام کی وجہ سے آپ کو کسی پریشانی کا سامنا ہوا ہو؟

عبدالحبیب عطّاری: جی جی! شروع شروع میں ایسا کئی بار ہوا کہ کال آئی: کون بول رہے ہیں؟ میں نے کہا: عبدالحبیب عطاری بول رہا ہوں، دوسری جانب سے آواز آتی: فیصل سے بات کرنی ہے۔ اسی طرح کبھی میں نے کہا: فیصل بول رہا ہوں تو آگے سے کہا گیا: عبدالحبیب سے بات کرنی ہے، کئی بار تو اس طرح کا چٹکلا بھی ہوا کہ کسی اسلامی بھائی نے میرے کسی عزیز یا پرانے دوست کو کہا: عبدالحبیب عطاری بیان کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ پھر جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اسی اسلامی بھائی سے کہنے لگے: ارے بھئی! یہ تو فیصل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دو جگہ مجھے ضروری

ڈاکومینٹیشن (Documentation) میں پرابلم ہوئی مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب کافی وقت گزر گیا، اللہ رحیم کی رحمت سے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

مہروز عطاری: حاجی صاحب! آپ کی تاریخِ پیدائش کیا ہے؟

عبدالحبیب عطاری: میری انگلش ڈیٹ آف برتھ 14 اکتوبر 1974ء ہے۔ ہجری اعتبار سے میری تاریخِ پیدائش 27 رمضان المبارک ہے اور والدہ ماجدہ مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ جب تم پیدا ہوئے تو رمضان المبارک کی 27ویں شب تھی اور اذانِ فجر کا سہانا وقت قریب تھا۔

مہروز عطاری: دعوتِ اسلامی کے پیارے اور دینی ماحول سے کیسے وابستگی ہوئی؟

عبدالحبیب عطاری: آج سے 41 سال پہلے کی بات ہے دعوتِ اسلامی ابھی بنی بھی نہیں تھی، 1980 میں میرے والدِ ماجد مرحوم حاجی یعقوب گنگ عطاری کے ٹانسلز کا آپریشن ہوا تھا، امیرِ اہلِ سنّت میرے والد صاحب کی عیادت کرنے ہاسپٹل تشریف لائے، قربان جائیے امیرِ اہلِ سنّت کی انفرادی کوشش کے! آپ نے بیماری اور موت دونوں کا تذکرہ کرکے میرے والد صاحب کے دل میں آخرت کی یاد تازہ کردی اور عیادت کے دوران ابو کو داڑھی رکھنے کی نیت بھی کروادی، ابو خود بتاتے تھے کہ امیرِ اہلِ سنّت نے مجھ سے کہا: حاجی یعقوب! دیکھو آپریشن تو ہو رہا ہے زندگی موت کا کوئی بھروسا نہیں ہے داڑھی چہرے پر سجالو۔

ابّو ایک جملہ بڑا پیارا کہا کرتے تھے: **میری داڑھی کی عمر اتنی ہی ہے جتنی دعوتِ اسلامی کی عمر ہے۔** اس کے بعد دعوتِ اسلامی شروع ہوگئی، کھارادر کے علاقے کا امیر (نگران) میرے ابّو کو بنایا گیا اس زمانے میں دعوتِ اسلامی کے امیر ہوتے تھے نگران کی اصطلاح بعد میں آئی لیکن چونکہ ابو کاروباری آدمی تھے اس لئے دینی کام اتنا نہ کرپائے! البتّہ انتظامی امور میں امیرِ اہلِ سنّت کے ساتھ کافی رہے۔

اب میری وابستگی دعوتِ اسلامی سے کیسے ہوئی یہ سنئے! کھارادر میں شہید مسجد ہمارے گھر سے پچھلی گلی میں تھی اس طرح امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت باربار حاصل کرتا رہا۔

(عبدالحبیب عطاری والدِ محترم کے ایک احسان کو یاد کرتے ہوئے بتانے لگے) یہاں میں ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بچے کو بچپن سے اپنے ساتھ رکھیں، بعض لوگ بچوں کو چودہ پندرہ سال تک تو چھوڑے رکھتے ہیں کہ ابھی چھوٹا ہے کھیل کود کے دن ہیں پھر اپنے ساتھ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر بچہ اب بڑا ہو جاتا ہے اس لئے ہاتھ نہیں آتا اور بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ **میرے والدِ محترم کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ مجھے سات آٹھ سال کی عمر میں اپنے ساتھ لگالیا تھا** ہر جگہ، ہر اجتماع میں مجھے ضرور لے جاتے تھے پھر والد صاحب نے تیرہ چودہ سال کی عمر میں مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب آپ خود اجتماع میں جائیں، اب مجھے دعوتِ اسلامی کے ماحول میں لطف و سرور آنے لگا اس طرح میں آہستہ آہستہ دعوتِ اسلامی کا حصّہ بن گیا۔

خالد عطاری: یعنی یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ 8 سال کی چھوٹی سی عمر میں دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہوچکے تھے؟

عبدالحبیب عطاری: بالکل کہہ سکتے ہیں، میں نے یہاں ہوش سنبھالا اور وہاں دعوتِ اسلامی دیکھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گلزارِ حبیب میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام ہونے والے پہلے اعتکاف میں میرے والد صاحب بھی تھے اور **میں وہ واحد مدنی منّا تھا جس کو وہاں اعتکاف کرنے کی اجازت ملی تھی۔**

خالد عطاری: آپ کی دینی اور دنیاوی تعلیم کتنی ہے؟

عبدالحبیب عطاری: جہاں تک دنیاوی تعلیم کی بات ہے! میں نے میٹرک کراچی کے ایک مشہور اور بڑے اسکول سے کیا جس کا نام "حبیب پبلک اسکول" ہے اس کے بعد "ایس ایم سائنس کالج" سے انٹر کیا، (پھر مسکراتے ہوئے بتانے لگے) چودہ پندرہ سال کی عمر سے ہی دن کاروباری مصروفیات میں گزرنے لگے تھے اور 19 سال کی عمر میں شادی بھی ہوگئی تھی، باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کرنے اور علم کے چھلکتے ہوئے جام پینے کے لئے بظاہر اسباب نظر نہیں آرہے تھے، لیکن اللہ کریم کا کرم ہوگیا کہ 20 سال کی عمر میں درسِ نظامی میں داخلہ لیا اور یہ سلسلہ اس طرح آگے بڑھا کہ قبلہ مفتی امین صاحب رحمۃُ اللہِ علیہ نے رات میں درسِ نظامی کی کلاسز شروع کیں تو ایک دوست عبدالقادر عطاری نے میرا ذہن بنایا کہ ہم رات میں درسِ نظامی کی کلاسز لے لیتے ہیں لیکن میری مجبوریاں آڑے آرہی تھیں، ان کا گھر تھا لائٹ ہاؤس پر اور میرا گھر کلفٹن میں جبکہ کلاسز لینے جمشید روڈ جانا تھا لہٰذا وہ روزانہ کلفٹن آتے مجھے لے کر جمشید روڈ پہنچتے وہاں ہم دونوں کلاس لیتے پھر وہ مجھے کلفٹن چھوڑ کر واپس اپنے گھر لائٹ ہاؤس پہنچتے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال کا عرصہ گزر گیا اور ہم درجۂ ثانیہ میں پہنچ گئے لیکن کچھ مسائل کی وجہ سے عبدالقادر عطاری مزید کلاسز نہ لے سکے لیکن محبّتوں اور شفقتوں کے پیکر استاذِ محترم مفتی امین صاحب نے مجھ سے فرمایا: آپ نے ضرور آنا ہے، کلاسز چھوڑنی نہیں ہیں۔ اب میں اکیلے آنے لگا اس طرح علم کے میدان میں آگے بڑھتے بڑھتے رات میں 5 درجے پڑھ لئے۔ اب سراپا علم و عمل قبلہ مفتی صاحب نے ذہن دیا کہ دارُالعلوم امجدیہ میں داخلہ لے لیں، مفتی صاحب کے فرمان پر میں نے دارُالعلوم امجدیہ میں داخلہ لے لیا

اور وہاں سادسہ، سابعہ اور دورۂ حدیث مکمل کرکے 2001ء میں تکمیلِ درسِ نظامی کی سعادت سے بہرہ مند ہوگیا۔

مہروز عطّاری: سنا ہے کہ آپ اسٹوڈنٹ لائف میں کسی انجمن سے بھی وابستہ رہے؟

عبدالحبیب عطّاری: جی ہاں! دارُالعلوم امجدیہ کی بزم سے کچھ اچھی بلکہ بہت اچھی یادیں وابستہ ہیں، دارُالعلوم میں تمام طلبہ کی ایک بزم "بزمِ امجدی رضوی" تھی، اس بزم کا صدر دورۂ حدیث کا طالبِ علم ہوتا تھا جسے طلبہ ہر سال خود چنتے تھے۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ اس صدر سے حلف لیتے تھے۔ حلف برداری کی پُروقار تقریب سے ایک رات پہلے مجھے مہتمم مولانا ریحان امجد نعمانی صاحب کا فون آیا کہ کل حلف برداری کی تقریب ہے اور صدر کے لئے آپ کا انتخاب ہوا ہے۔ میں نے اپنے استاذ صاحب مفتی امین صاحب اور نگرانِ شوریٰ حاجی عمران عطّاری سے رابطہ کیا تو انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ آپ حلف اٹھالیں اِنْ شَآءَ اللہ اس سے دین کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس طرح "بزمِ امجدی رضوی" کا صدر بننے مجھے اعزاز مل گیا۔ اور تحدیثِ نعمت کے طور پر بتارہا ہوں کہ اللہ رحیم کی رحمت سے میں نے وہاں کئی نئے کام کئے جس پر مجھے سالانہ تقریب میں ایوارڈ بھی ملا بلکہ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد مزید ایک سال اس عہدے پر فائز رہنے کا بھی مجھے اعزاز حاصل ہے۔

مہروز عطّاری (محتاط انداز میں): اچھا! ابھی آپ نے بتایا تھا کہ آپ کی شادی 19 سال کی عمر میں ہوئی، کیا یہ شادی کے لئے چھوٹی عمر نہیں؟

عبدالحبیب عطّاری: جب بندہ سمجھ بوجھ اور عقل و شعور کی منزل پر پہنچ جائے تو اس کی شادی ہوجانی چاہئے اور 19 سال کم عمری اور ناسمجھی کی عمر نہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے دونوں بیٹے بھی 20 سال کی عمر میں رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگئے، اس کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ جب باپ کی عمر 40 یا 45 سال تک پہنچتی ہے تو اس کی اولاد اس وقت جوان ہوجاتی ہے دوستانہ اور تربیت والا ماحول ہوتا ہے، بیٹے والد کے شانہ بشانہ کام کرتے ہیں اس کا سہارا بنتے ہیں اور والد اس وقت اپنا کام اولاد کو سپرد کرکے اپنی بقیہ زندگی کو آسانی سے سماجی کاموں اور عبادتِ الٰہی میں گزار سکتا ہے۔

مہروز عطّاری: میں یہاں یہ بھی بتانا پسند کروں گا کہ میں نے حاجی عبدالحبیب صاحب اور ان کے والدِ مرحوم کے درمیان دوستانہ ماحول بھی دیکھا ہے اور ادب و احترام اور تقدّس کے رشتے کو قائم بھی دیکھا ہے، حاجی صاحب کو اس عمر میں بھی اپنے والدِ محترم کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

خالد عطّاری (مسکراتے ہوئے): معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے والدین کے ساتھ بہت اچھا اور یادگار وقت گزارا ہے شاید اسی وجہ سے آپ اپنے بیانات میں جابجا والدین کی خدمت کرنے کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔

عبدالحبیب عطّاری: سچ تو یہ ہے کہ میں اپنی دینی اور مذہبی ذمہ داریوں کی وجہ سے والدین کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار سکا۔ والد صاحب میرے چھوٹے بہن بھائیوں سے کہا کرتے تھے: عبدالحبیب کو کچھ نہ کہنا میں نے اس کو اپنے سارے حقوق معاف کردیئے ہیں اور والدہ کی محبّت، شفقت، الفت اور چاہت سب سے زیادہ مجھ سے ہوا کرتی تھی، مجھے کبھی کبھی ان کا جملہ یاد آجاتا ہے: "بیٹا! اب کیا مدنی چینل پر ہی دیکھتی رہوں گی"، مجھے اس کا افسوس رہے گا کہ میں ان کی زندگی کے آخری دنوں میں ان کے ساتھ زیادہ نہیں رہ سکا۔ اور اب میرے پاس والدین کی سکھائی ہوئی باتیں، ان کے احسانات اور کچھ یادداشتیں ہی باقی رہ گئیں ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے حوصلہ دیتی ہے کہ وہ مجھ سے خوش ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

مہروز عطّاری: دل میں کسی چیز کی حسرت پیدا ہوتی ہے؟

عبدالحبیب عطّاری: مفتیانِ کرام کو دیکھتا ہوں تو دل میں ایک کسک پیدا ہوتی ہے شاید تعلیم جاری رکھ لیتا تو مفتی بن جاتا۔

خالد عطّاری: آپ کے والد صاحب بھی سماجی خدمات میں آگے آگے رہتے تھے اور آپ بھی آج کل ایف جی آر ایف میں بحیثیتِ نگران بہت ایکٹو ہیں اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

عبدالحبیب عطّاری: سچ پوچھئے تو جب مجلسِ شوریٰ میں FGRF شعبہ کے متعلق مشورہ ہورہا تھا تو میرے دل میں ایک خواہش انگڑائی لے رہی تھی کہ کاش یہ شعبہ مجھے مل جائے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ میرا ایک بنیادی کام دعوتِ اسلامی کے لئے ڈونیشن کی بات کرنا ہے، اس دوران کئی لوگ کہا کرتے تھے: بھئی! کوئی فلاحی کام کرتے ہو؟ کسی کا علاج معالجہ کروانا ہے تو بتاؤ ہم تو غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ اب میرے لئے یہ کام بہت آسان ہوگیا ہے۔

مہروز عطّاری: مستقبل میں اس شعبے کی کیا پلاننگ ہے؟

عبدالحبیب عطّاری: بہت زبردست پلاننگ ہے میں نے ابھی دو تین دن پہلے تقریباً بارہ ملکوں میں اس حوالے سے مشورہ کیا ہے۔ اسی طرح معذوروں کے لئے "فیضان ری ہیبیلیٹیشن (Rehabilitation) سینٹر" کی ہم 4 برانچیں کراچی میں مزید کھولنے جارہے ہیں، بیرونِ ملک میں اس کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ماحولیات کے ایک بہت بڑے ادارے WWF (World Wildlife Fund) کے ساتھ M O U سائن ہوا ہے ہم

اس کے ساتھ مل کر یکم اگست کو دعوتِ اسلامی ایف جی آر ایف کی طرف سے "پلانٹیشن ڈے" منانے جارہے ہیں یہ پاکستان میں ایک تاریخی دن ہوگا جب لاکھوں اسلامی بھائی، دارُالمدینہ اور جامعات و مدارس کے سارے اسٹوڈنس پودے لگائیں گے اِن شآءَ اللہ اس بار یومِ آزادی چودہ اگست سرسبز پاکستان کے ساتھ ہوگا۔

مہروز عطّاری: مدارس، جامعات یا ویلفیئر سسٹم اس طرح کے اور کئی شعبے ہیں جن کو چلانا بظاہر آسان نہیں لگتا لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی نے ان میں بھی اپنا ایک نمایاں نام اور مقام پیدا کرلیا ہے؟

عبدالحبیب عطّاری: یہ واقعی اللہ پاک کی خاص عطا ہے اور میں تو یہی کہوں گا کہ یہ امیرِ اہلِ سنّت کے اخلاص کی برکت ہے مدنی چینل کو ہی دیکھ لیں کہ آج اللہ رحیم کی رحمت سے لیڈنگ (Leading) چینل ہے۔

مہروز عطّاری: آپ بزنس بھی سنبھالتے ہیں اور سفر بھی کرتے ہیں، دونوں کو کس طرح لے کر چلتے ہیں اور سفر کے اخراجات کہاں سے پورے کرتے ہیں؟

عبدالحبیب عطّاری: شروع میں والد صاحب نے ایک فیصلہ بڑا اچھا کیا تھا کہ مجھے، میرے چھوٹے بھائی اور والدہ کو اپنے کاروبار میں پارٹنر کرلیا تھا اور مجھے یہ کہہ دیا کہ ہم بزنس کریں گے آپ دین کا کام کریں اور آپ کو پورا حصّہ بھی دیں گے، پھر ہم نے آفس میں غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز کے نام سے ایک اکاؤنٹ کھولا اور اس میں اپنی آمدنی کا 5 فیصد جمع کرتے تھے۔ والد صاحب نے مجھ سے کہا: بیٹا! سفر کے جو بھی اخراجات آتے ہیں وہ غوثِ پاک کی نیاز والے اکاؤنٹ سے لے لیا کریں دعوتِ اسلامی سے کچھ نہ لیا کریں۔ اس طرح مجھے کافی آسانی رہی ہے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد اپنے کاروبار کی طرف توجّہ کی اور اب میرے بچّے کاروبار کو سنبھال رہے ہیں۔

(انٹرویو کا بقیہ حصہ اِن شآءَ اللہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے شعبانُ المعظم 1442ھ میں درج ذیل تین مَدَنی رسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: ① یااللہ پاک! جو کوئی 16 صفحات کا رِسالہ **"دُرُود شریف کی برکتیں"** پڑھ یا سُن لے اُس سے ہمیشہ کیلئے راضی ہوجا اور اُس کو مدینۂ پاک میں دُرود و سلام پڑھتے ہوئے جلوۂ محبوب (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں عافیت کے ساتھ شہادت عطا فرما، اٰمین ② یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 36 صفحات کا رِسالہ **"قبر کی پہلی رات"** پڑھ یا سُن لے نورِ مصطفٰے (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے صدقے اُس کی قبر روشن فرما، اٰمین ③ یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 16 صفحات کا رِسالہ **"رشتے داروں سے بھلائی"** پڑھ یا سُن لے اُسے اور اُس کے سارے خاندان کو حج، مدینۂ پاک کی باادب حاضری، جلوۂ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں شہادت اور جنّتُ الفردوس میں بے حساب داخلہ عطا فرما، اٰمین ④ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے رِسالہ **"ماہِ رمضان اور امیرِ اہلِ سنّت"** پڑھنے / سننے والوں کو یہ دُعا دی: یااللہ کریم! جو کوئی 27 صفحات کا رِسالہ **"ماہِ رَمَضان اور امیرِ اہلِ سنّت"** پڑھ یا سُن لے اُسے عاشقِ رَمَضانُ المبارک امیرِ اہلِ سنّت کے صدقے رَمَضانُ المبارک کا حقیقی قدردان بناکر فیضانِ رَمَضان سے مالامال فرما اور رَمَضانُ المبارک کو اس کی بے حساب بخشش کا ذریعہ بنا۔ اٰمین

رِسالہ	پڑھنے / سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
دُرُود شریف کی برکتیں	25 لاکھ 33 ہزار 828	8 لاکھ 48 ہزار 534	33 لاکھ 82 ہزار 362
قبر کی پہلی رات	22 لاکھ 87 ہزار 35	8 لاکھ 49 ہزار 467	31 لاکھ 36 ہزار 502
رشتے داروں سے بھلائی	23 لاکھ 25 ہزار 571	8 لاکھ 11 ہزار 90	31 لاکھ 36 ہزار 661
ماہِ رمضان اور امیرِ اہلِ سنّت	20 لاکھ 70 ہزار 146	8 لاکھ 11 ہزار 814	28 لاکھ 81 ہزار 960

(ضرور تاً ترمیم کی گئی ہے)

پھول کیوں بناتے ہیں؟

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ تحریر، آڈیو اور وڈیو پیغام کی صورت میں ہر ہفتے جمعہ کی مبارک باد دیتے اور کوئی ایک رِسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے ہیں اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعا سے بھی نوازتے ہیں۔ 26 مئی 2021ء کو آپ نے تحریر کی صورت میں رِسالہ "اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا؟" پڑھنے کی ترغیب دلائی اور تحریر کے نیچے پھول بنایا، جب یہ تحریر امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے سوشل میڈیا پیج پر وائرل ہوئی تو ایک سوشل میڈیا صارف ذوالفقار علی نے کمنٹ کرتے ہوئے کچھ یوں سوال کیا:

پیارے باپا جان! اس پر جو پھول بنایا گیا ہے یہ کہیں وقت کا ضیاع تو نہیں بنتا، اس میں کیسے ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے؟ راہنمائی فرمادیں۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے اس پر ایک آڈیو پیغام میں فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ پاک آپ کو دونوں جہاں کی بھلائیاں نصیب فرمائے، اٰمین۔

بیٹے! یہ پھول بنانا زینت کے لئے ہے کہ اس سے اٹریکشن (Attraction) بڑھتی ہے اور عام آدمی یہ دیکھ کر تھوڑا رُکتا ہے اور تحریر پڑھتا ہے۔ اب تو یہ ٹرینڈ (Trend) چل رہا ہے، مَدَنی چینل پر ایک سے ایک پھول بُوٹے، سینری، مناظر، نقش و نِگار بنے ہوتے ہیں اس کو فضول نہیں کہیں گے اور پھر نقش و نگار کتابوں کے سرِ ورق (Title Page) اور اندر بھی ہوتا ہے بلکہ ٹائٹل پر اسپیشلی خرچہ کیا جاتا ہے کہ ٹائٹل جتنا خوبصورت ہوتا ہے کتاب کی اہمیت اس سے اتنی ہی بڑھ جاتی ہے، اسی وجہ سے میں نے یہ پھول بنایا ہے۔ اگر ہر جمعہ ایک ہی طرح اور ایک ہی انداز کی تحریر ہو گی تو ہو سکتا ہے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو پُرانا ہے۔ یوں ہر بار کچھ نہ کچھ بدل بدل کر دینے کی کوشش ہوتی ہے، اسی طرح ترغیبی پیغام میں بھی میں کبھی Voice (یعنی آواز) دیتا ہوں تو کبھی وڈیو کے ساتھ پیغام دیتا ہوں تا کہ تبدیل ہو جائے اور یہ نہ لگے کہ یہ پچھلے جمعہ کا ہے، اس لئے اسے فضول نہیں کہیں گے، مساجد میں، گھروں میں نقش و نِگار ہوتے ہیں، اسے فضول نہیں کہیں گے بلکہ یہ مُباح ہے (یعنی ایسا کام ہے جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو) جو اچھی نیّت سے ثواب کا کام بن جاتا ہے۔

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شریک ہوا کریں اور سنّتیں سیکھنے، سکھانے کے مدنی قافلوں میں بھی ہر مہینے تین دن سفر کی سعادت حاصل کیا کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تاثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تاثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تأثرات

1 مفتی عابد علی عائذ حجازی (مدرس و مفتی جامعہ اکبریہ فیض العلوم، کوٹلی میانی، سیالکوٹ): قبلہ امیرِ اہلِ سنّت کے ہمہ جہت فیضان کا ایک ظہور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ہے جس میں ہر شعبۂ حیات کے حوالے سے راہنمائی کا وافر سامان موجود ہوتا ہے حتّٰی کہ بچّوں اور خواتین کی تربیت کیلئے بھی خصوصی مضامین کا اہتمام "پرنٹ میڈیا" میں اسے ممتاز کئے ہوئے ہے۔ بلاشبہ دورِ حاضر کے تحریری مواد میں اسے "اختصار و جامعیت کا شاہکار" قرار دیا جاسکتا ہے۔

2 بنتِ سیّد اقبال مدنیہ (جامعۃُ المدینہ للبنات، کراچی): اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی دینی، شرعی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، انفرادی، اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے ایک جدید طرز پر خدمت و اشاعتِ علمِ دین کا شاہکار ہے، تفسیرِ قراٰنِ کریم، شرحِ حدیث، فقہی مسائل کا حل اور دیگر خصوصی موضوعات قارئین کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز رہتے ہیں گویا کہ ہر ذہنی استعداد کے حامل شخص کیلئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو کوزے میں دریا کی مانند قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

3 مولانا نذیر احمد مدنی (ڈی جی خان): مَاشَآءَ اللہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں جس طرح مدرسۃُ المدینہ کا تعارف شامل کیا جاتا ہے اسی طرح جامعاتُ المدینہ کا تعارف بھی شامل کیا جائے۔

متفرق تأثرات

4 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" مئی 2021ء کے مضامین بہت اچھے اور سبق آموز واقعات پر مبنی ہیں جن کو پڑھ کر ہم اپنے آپ کو اسلامی اور معاشرتی طور پر اچھا انسان اور اچھا مسلمان بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔ (محمد شہباز، ملتان) 5 میں بی ایس کیمسٹری کا طالبِ علم ہوں اور گزشتہ سال سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھ رہا ہوں۔ اس میگزین کو میں نے دینی، دنیاوی، اخلاقی اور معاشرتی معلومات سے بھرپور پایا ہے۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اچھی اور کامیاب زندگی گزارنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ (ساجد حسین، تاندلیانوالہ، فیصل آباد) 6 مَاشَآءَ اللہ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اپنی مثال آپ ہے، اس میں بچّوں اور بڑوں کے لئے دین و دنیا کی بہت سی معلومات ہوتی ہیں۔ (عمیر احمد، شیخوپورہ) 7 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے کی سعادت ملی، اس کے مضامین بہت ہی پیارے ہیں، سلسلہ "اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل" سے کافی معلومات حاصل ہوئیں، "بچّوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی بہت اچھا ہے۔ (اُمِّ عابد عطاریہ، حیدرآباد، ہند) 8 مَاشَآءَ اللہ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی تو کیا بات ہے! اس میں ہر بار مختلف صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے بارے میں پڑھ کر بہت اچھا لگتا ہے، ہمیں تو چند صحابہ کے نام یاد تھے مگر دعوتِ اسلامی کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی برکت سے صحابۂ کرام کے بارے میں ہماری معلومات میں اور محبتِ صحابہ میں اضافہ ہوا ہے۔ (بنتِ سمیع، حیدرآباد) 9 "بچّوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں "ننھے میاں کی کہانی" اور "جانوروں کی کہانی" بہت اچھی اور بہت سبق آموز ہوتی ہے۔ (بنتِ خلیل الرحمٰن، منگوال، گجرات پاکستان)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تاثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

امام حسین رضی اللہ عنہ کی 5 خصوصیات و فضائل

بنتِ عمران (کراچی)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5 شعبانُ المعظم 4 ہجری کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ مبارک حسین رکھا گیا۔ آپ کی کُنیت **"ابو عبدُ اللہ"** اور آپ کے القاب "سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ" (یعنی رسولِ خدا کے نواسے) اور "رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل" (یعنی رسولِ خدا کے پھول) ہیں۔ آپ نے دس محرمُ الحرام 60 ہجری کو میدانِ کربلا میں باطل کو خاک میں ملا کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ امامِ عالی مقام کئی خصوصیات و فضائل کے حامل ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

1 بچپن ہی میں شہادت کی شہرت: حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن ہی میں آپ کی شہادت کی خبر پھیل گئی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ بارگاہ ہوگئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: "آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کردے گی۔" جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں مقامِ شہادت کا نام بتاکر مٹی بھی پیش کی۔ (معجم کبیر، 3/108، حدیث:2817 ماخوذاً)

2 پیدائش کے بعد نبیِ پاک کی کرم نوازیاں: امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایک خاص فضیلت یہ بھی ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ان پر قربان فرمایا چنانچہ مروی ہے کہ ایک روز حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دائیں زانو مبارک پر امام حسین اور بائیں پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہوکر عرض کی: ان دونوں کو اللہ پاک حضور کے پاس (اکٹھا) نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرمالیجئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب آپ کو آتا دیکھتے تو بوسہ دیتے، سینے سے لگالیتے اور فرماتے: "فَدَيْتُ مَنْ فَدَيْتُهٗ بِابْنِي اِبْرَاهِيْمَ" یعنی میں اس پر قربان کہ جس پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیم قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، 2/200)

3 نورانی پیشانی و رخسار: آپ کی ایک خصوصیت بیان کرتے ہوئے حضرت علّامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امامِ عالی مقام سیّدُنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدّس رُخسار (یعنی گال) سے انوار نکلتے اور قرب وجوار ضیابار (یعنی اطراف روشن) ہوجاتے۔

(شواہد النبوۃ فارسی، ص228)

4 رنگ و جسامت میں نبیِّ پاک سے مشابہت: آپ رضی اللہ عنہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مشابہ تھے جیسا کہ حضرت علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا کرَّم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ ایسی ہستی کو دیکھے جو چہرے سے گردن تک سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے

زیادہ مُشابہ ہو وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگ و جسامت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے زیادہ مُشابہ ہو وہ حُسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔ (معجم کبیر، 3/95، حدیث:2768)

5 **یومِ عاشورہ کا آپ کی نسبت سے شہرت پانا:** اسلام میں یوم عاشوراء یعنی 10 محرمُ الحرام کو بہت اہمیت حاصل ہے اس دن بہت سے واقعات رونما ہوئے مثلاً حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی کا کوہِ جودی پر ٹھہرنا، حضرت یونس علیہ السّلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت، حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور اُن کی قوم کا دریائے نیل سے پار ہونا اور فرعون کا اپنی قوم سمیت (دریائے نیل میں) غرق ہونا وغیرہ لیکن اس دن کو سب سے زیادہ شہرت اس بات سے ملی کہ اسی دن سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاندان اور رفقاء کو بھوک اور پیاس کی حالت میں میدانِ کربلا میں نہایت بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ 10 محرمُ الحرام آپ کی شہادت کی نسبت سے بہت مشہور ہو گیا۔

شہادت کے فضائل

محمد شاف عطّاری (درجہ ثانیہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ عثمانِ غنی، کراچی)

شہید کی تعریف: شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطورِ ظلم کسی آلۂ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفسِ قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔ (بہار شریعت، 1/860 ملخصاً)

کارخانۂ قدرت کی طرف سے ہمیں جو معلّم باکمال بی بی آمنہ کے لعل صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عطا کئے گئے ہیں وہ اپنے امتیوں کو طرح طرح کی فضیلتیں اور برکتیں پانے کے مواقع عطا فرماتے ہیں جن میں سے ایک موقع شہادت کا بھی ہے۔ چنانچہ شہادت کے فضائل پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے:

1 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایسا کوئی نہیں جو جنّت میں داخل کیا جائے پھر وہ دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ دنیا کی ہر چیز اسے ملے، سوائے شہید کے کہ وہ آرزو کرتا ہے کہ دنیا میں لوٹایا جائے اور پھر اسے دس بار شہید کیا جائے کیونکہ وہ شہید کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔ (بخاری، 2/259، حدیث:2817)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ شہید تمنا کرے گا کہ پھر مجھے دنیا میں بھیج کر شہادت کا موقع دیا جائے، جو مزہ راہِ خدا میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/418)

2 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی بارگاہ میں شہید کے لئے چھ خصلتیں ہیں، خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ سب سے بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔ بڑی آنکھوں والی 72 حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی اور اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، 3/250، حدیث:1669)

3 عام مردوں کی روح ملکُ الموت قبض کرتے ہیں اور شہیدوں کی روح خود ربِّ تعالیٰ براہِ راست قبض فرماتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/409)

4 شُہداء کی روحیں سبز پرندوں کے بدن میں جنّت میں سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

(شعب الایمان، 7/115، حدیث:9686)

5 اگر حضراتِ انبیاء نبی نہ ہوتے تو شہداء ان کے برابر ہو جاتے مگر چونکہ وہ حضرات نبی ہیں اس وجہ سے وہ ان شہیدوں سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/463)

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں سبز گنبد کے سائے میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ اٰمین

حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم کی نافرمانیاں

طلحہ خان عطّاری
(درجۂ ثالثہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ خلفائے راشدین، راولپنڈی)

حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم بتوں کی پجاری تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو پہلے ہی سے ڈرا دیں کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان پر دنیا و آخرت کا دردناک عذاب آئے گا تاکہ ان کے لئے اصلاً کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (صراط الجنان، 10/361، 362)

حضرت نوح علیہ السّلام ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو خدا کا پیغام

سناتے رہے مگر ان کی بدنصیب قوم ایمان نہیں لائی بلکہ طرح طرح سے آپ کی تحقیر و تذلیل کرتی رہی اور قسم قسم کی اذیتوں اور تکلیفوں سے آپ کو ستاتی رہی یہاں تک کہ کئی بار ان ظالموں نے آپ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ کو مُردہ خیال کر کے کپڑوں میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیا۔ مگر آپ پھر مکان سے نکل کر دین کی تبلیغ فرمانے لگے۔ اسی طرح بارہا آپ کا گلا گھونٹتے رہے یہاں تک کہ آپ کا دم گھٹنے لگا اور آپ بے ہوش ہو جاتے، اور قوم کا حال یہ تھا کہ ہر بوڑھا باپ اپنے بچوں کو یہ وصیت کر کے مرتا تھا کہ نوح (علیہ السّلام) بہت پرانے پاگل ہیں اس لئے کوئی ان کی باتوں کو نہ سنے اور نہ ان کی باتوں پر دھیان دے۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص316 ملتقطاً)

حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم نے اس قدر نافرمانیاں کیں کہ آپ علیہ السّلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: ﴿رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًاۙ(۵) فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا(۶) وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًاۚ(۷)﴾

ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی۔ تو میرے بلانے سے ان کے بھاگنے میں ہی اضافہ ہوا۔ اور بیشک میں نے جتنی بار انہیں بلایا تاکہ تو انہیں بخش دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور وہ ڈٹ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ (پ29، نوح:5تا7)

اور مزید عرض گزار ہوئے: ﴿قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًاۚ(۲۱) وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاۚ(۲۲) وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ﳔ وَّ لَا یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًاۚ(۲۳)﴾

ترجَمۂ کنزُ العرفان: نوح نے عرض کی: اے میرے رب! بیشک انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے کے پیچھے لگ گئے جس کے مال اور اولاد نے اس کے نقصان ہی کو بڑھایا۔ اور انہوں نے بہت بڑا مکر و فریب کیا۔ اور انہوں نے کہا: تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ہرگز وَدّ اور سُواع اور یغُوث اور یعُوق اور نَسر (نامی بتوں) کو نہ چھوڑنا۔

(پ29، نوح:21تا23)

تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 69 مضامین کے مؤلفین

مضمون بھیجنے والے اسلامی بھائیوں کے نام:

کراچی: محمد سبطین رضا، عبدُاللہ ہاشم عطّاری مدنی، محمد ثاقب رضا، محمد ابو بکر، حافظ محمد اسماعیل عطّاری، محمد شاف عطّاری، توصیف احمد عطّاری۔ فیصل آباد: عبدالرؤف عطّاری، اویس افضل، میزاب رضا عطّاری، عاکف عطّاری۔ لاہور: محمد سیف، محمد فیاض عطّاری، عبداللہ فراز عطّاری، غلام محی الدین۔ راولپنڈی: طلحہ خان عطّاری۔ سرگودھا: بلال حسین۔ جڑانوالہ: غلام نبی انجم عطّاری۔ عارف والا: مزمل علی عطّاری۔

مضمون بھیجنے والی اسلامی بہنوں کے نام:

حیدر آباد: بنتِ حنیف عطّاریہ۔ خیرپور میرس: بنتِ انور علی۔ ساہیوال: بنتِ حسن علی۔ سیالکوٹ: بنتِ ثاقب، بنتِ ظہیر۔ فیصل آباد: بنتِ اصغر عطّاریہ، بنتِ عامر شہزاد، بنتِ وسیم۔ کراچی: بنتِ عمران، بنتِ سعید مدنیہ، بنتِ شہزاد، بنتِ عدنان، بنتِ فاروق، بنتِ سید فیاض حسین مدنیہ، بنتِ وسیم احمد عطّاریہ مدنیہ، بنتِ سفیر اللہ صدیقی، بنتِ عبد اللطیف، بنتِ عمر دین، بنتِ محمد صادق، بنتِ منصور، بنتِ رضوان مدنیہ، بنتِ محمد اکرم۔ گجرات: بنتِ منور حسین، بنتِ ارشد۔ لاہور: بنتِ علی محمد۔ میانوالی: بنتِ افتخار۔ کشمیر: بنتِ مشتاق مدنیہ، بنتِ نصیر الدین۔ اوورسیز: نیپال: بنتِ فاروق علی قادری۔ ہند: بنتِ اعجاز حسین عطّاری (رتلام)، بنتِ محمد عرفان (کاشی پور)، بنتِ محبوب (سمروباغ)، بنتِ عبد الغنی (جڈچرلہ)، بنتِ سید اعجاز (شاہجہاں پور)، بنتِ محمد عابد (شاہجہاں پور)، بنتِ عبد الخالق (فیض آباد)، بنتِ شکیل احمد (کوٹہ)، بنتِ سلیم شیخ (ممبئی)، بنتِ عبد الرحیم (مہاراشٹر)، بنتِ نور احمد (ہبلی)، بنتِ شمیم احمد عطّاری (ہیر آباد)، بنتِ محبت حسین (یوپی)۔

ان مؤلفین کے مضامین 10 اگست 2021ء تک ویب سائٹ news.dawateislami.net پر اپلوڈ ہو جائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں

مولانا عمر فیاض عطاری مدنی*

عالمی مدنی مرکز میں افتتاحِ بخاری کی پُر وقار تقریب کا انعقاد

امیرِ اہلِ سنت نے طلبہ کو پہلی حدیث پاک پڑھائی

22 مئی 2021ء صبح تقریباً 9 بجے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں افتتاحِ بخاری شریف کی پُر وقار تقریب کا سلسلہ ہوا جس میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ، نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی، نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطاری، دیگر اراکینِ شوریٰ اور طلبۂ کرام نے شرکت کی۔ تقریب میں امیرِ اہلِ سنت نے پہلی حدیثِ پاک پڑھ کر بخاری شریف کے درس کا افتتاح کیا اور تفصیلاً اس کی شرح بیان کی۔ بانیِ دعوتِ اسلامی کا کہنا تھا کہ حضرت سیدنا امام شافعی و دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں: بخاری شریف کی پہلی حدیث پاک (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات) ثُلثِ اسلام یعنی دین کا تہائی حصہ ہے۔ نِیّات نیّت کی جمع ہے، نیت دل کے پختہ یعنی پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ امیرِ اہلِ سنّت نے طلبہ کو تلقین کی کہ جو طلبہ درسِ نظامی میں آگئے ہیں وہ دل لگا کر پڑھیں۔ 5 ویں سال ہی سوچ لیں کہ آگے چل کر کیا کرنا ہے۔ میں تخصّص فی الفقہ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ تمام طلبہ درسِ نظامی کی تعلیم کے ساتھ دعوتِ اسلامی کا دینی کام بھی کرتے رہیں۔ طلبہ 92 اور طالبات 82 نیک اعمال کا رسالہ پُر کرکے ذمہ دار کو جمع کروائیں۔ اِن شآءَ اللہ بیڑا پار ہو گا۔ اس موقع پر نگرانِ شوریٰ نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس سال سے خواتین میں بھی اِن شآءَ اللہ الکریم تخصص فی الفقہ شروع ہو رہا ہے جبکہ نیپال میں بھی اس سال سے اسلامی بھائیوں میں تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کی کلاس کا آغاز ہو رہا ہے۔

ولیکا کراچی میں درجہ دورۃُ الحدیث شریف کا آغاز

افتتاحی تقریب میں استاذُ الحدیث مفتی حسان عطاری مدنی کا بیان

درسِ نظامی یعنی عالم کورس کرنے والے طلبۂ کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کے علاوہ اس سال کراچی کے ایک اور علاقے سائٹ ایریا ولیکا میں قائم جامعۃُ المدینہ فیضانِ غوثُ الاعظم میں بھی درجہ دورۃُ الحدیث شریف کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ شعبے کے ذمہ داران کی جانب سے اطلاع ملنے پر امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ نے طلبہ کے نام ایک پیغام جاری فرمایا جس میں آپ نے کہا کہ تمام طلبہ دل لگا کر پڑھیں۔ حدیث پاک کا جتنا ادب کریں گے، استاذُ الحدیث کا جتنا احترام کریں گے اِن شآءَ اللہ اتنی آپ کو برکتیں ملیں گی۔ اس پُر مسرت موقع پر استاذُ الحدیث مفتی محمد حسان عطاری مدنی، اساتذہ و طلبائے کرام، اراکینِ شوریٰ حاجی محمد امین عطاری، حاجی محمد علی عطاری اور جامعۃُ المدینہ کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ ناظم جامعۃ المدینہ محمد شیر از عطاری مدنی کا اس موقع پر کہنا تھا کہ اس دورۃُ الحدیث شریف میں تقریباً 100 طلبۂ کرام حدیثِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

دعوتِ اسلامی نے اپنا تعلیمی بورڈ بنام "کنزُ المدارس" ترتیب دے دیا

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ (گرلز، بوائز) اور فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز، بوائز) کی اسناد سرکاری اسناد کا درجہ رکھیں گی

تفصیلات کے مطابق وفاقی وزارتِ تعلیم اور فنی تربیت حکومت پاکستان نے دعوتِ اسلامی کا تعلیمی بورڈ بنام "کنزُ المدارس" منظور کر لیا ہے، جو بھی جامعات و مدارس (طلبہ و طالبات) کنزُ المدارس بورڈ پاکستان (رجسٹرڈ) سے الحاق کے بعد اس کے جاری کردہ نصاب کے امتحانات کنزُ المدارس بورڈ کے تحت دیں گے ان کو کنزُ المدارس بورڈ کی رجسٹرڈ سند پیش کی جائے گی، کنزُ المدارس بورڈ سے جاری کردہ الشہادۃ العالیہ کی سند ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کے اصول کے مطابق ایم اے عربی و اسلامیات کے مساوی ہو گی، بیرونِ ملک جامعات و مدارس کو بھی الحاق کی اجازت ہو گی، بیرونِ ملک سے طلبہ کنزُ المدارس بورڈ کے ذریعے تعلیم کا ویزہ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

لے کر دعوتِ اسلامی کے تعلیمی اداروں میں تعلیم بھی حاصل کر سکیں گے نیز مرکزی جامعۃُ المدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کو بطورِ انسٹیٹیوٹ منظور کیا گیا ہے۔

برطانیہ کی گورنمنٹ کی جانب سے دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران کو تعریفی لیٹر جاری

کرونا وبا کے دوران شاندار فلاحی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، حکومتِ برطانیہ

Covid-19 کے دوران دعوتِ اسلامی کا فلاحی شعبہ FGRF دنیا بھر میں انسانیت کی خدمت میں مصروفِ عمل ہے۔ ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی کی انہی کاوشوں کو سراہتے ہوئے برطانوی گورنمنٹ نے دعوتِ اسلامی کے سات ذمہ داران کو Appreciation letters جاری کردیئے۔ تفصیلات کے مطابق افتخار عطّاری (شعبۂ تعلیم)، غلام فرید عطّاری (FGRF)، وسیم عطّاری (FGRF)، محمد عتیق عطّاری (شعبہ کفن دفن)، عبدالحنان عطّاری (شعبہ کفن دفن)، منیب شاہ عطّاری (شعبہ کفن دفن)، علی طلحہ عطّاری (شعبہ کفن دفن) کو Appreciation letters جاری کئے گئے اور Covid-19 کے دوران فلاحی خدمات انجام دینے پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

دعوتِ اسلامی کی جانب سے UK کے شہروں "مِڈلینڈز" اور "ویلز" میں صفائی آگاہی مہم جاری

مہم کا مقصد لوگوں میں صفائی کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ماحول کو صاف ستھرا بنانا ہے، UK ذمہ دار

دعوتِ اسلامی کے فلاحی شعبے FGRF کی جانب سے UK کے شہروں مِڈلینڈز اور ویلز میں Cleanliness Awareness Campaign یعنی صفائی آگاہی مہم کا آغاز کردیا گیا۔ اس سلسلے میں دعوتِ اسلامی کی جانب سے مختلف سڑکوں، اسٹاپس اور شاپس پر صفائی سے متعلق ترمذی شریف کی حدیثِ پاک "اللہ پاک ہے، پاکی پسند فرماتا ہے، پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ (ترمذی، ص4/365)" سے مزین بینرز آویزاں کئے گئے۔ مہم میں برمنگھم (UK) کے نگران سید فضیل رضا عطّاری سمیت دیگر ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی نے حصہ لیا۔ اس موقع پر UK پولیس اور لوکل گورنمنٹ نے بھی FGRF کا ساتھ دیا اور صفائی مہم کے اقدام کو سراہتے ہوئے اس کی پذیرائی کی۔ اس مہم کے متعلق UK میں موجود دعوتِ اسلامی کے ایک ذمہ دار محمد وسیم عطّاری نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو بتایا کہ اس مہم کا مقصد لوگوں میں صفائی کی اہمیت کو اجاگر کرنا، ماحول کو صاف ستھرا بنانا اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان "صفائی نصف ایمان ہے" کو عام کرنا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ صاف ستھرا رہنے سے انسان بیماریوں کے جراثیم سے محفوظ رہتا ہے، دُھلا ہوا لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور بیرونی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ جسمانی پاکیزگی اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے جب آپ کے اردگرد کا ماحول صاف ستھرا ہو۔ گھر، گلی، محلے اور اردگرد کے علاقے میں گندگی کے ڈھیر نہ ہوں اور فضا آلودہ نہ ہو ورنہ جراثیم ناک اور منہ کے راستے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور نت نئی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

World Wildlife Fund اور شعبہ FGRF کے درمیان معاہدے پر دستخط

دونوں ادارے ملک میں موجود ماحولیاتی بحران پر قابو پانے، پاکستان کے شہری علاقوں اور جنگلات میں درختوں کی تعداد بڑھانے کے لئے عملی کوشش کریں گے

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران نے امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کے فرمان پر گرین پاکستان مہم کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے فلاحی ادارے فیضان گلوبل رِیلیف فاؤنڈیشن (FGRF) نے اسی سلسلے میں کامیابی کی جانب ایک اور قدم بڑھاتے ہوئے ماحولیاتی ادارے World Wildlife Fund کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت دونوں ادارے ماحولیاتی بحران پر قابو پانے اور درختوں کی تعداد بڑھانے کی عملی کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں World Wildlife Fund کے ڈائریکٹر جنرل، سینیئر ڈائریکٹر، ریجنل ڈائریکٹر اور مینیجر conservation سندھ نے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کا دورہ کیا جہاں ترجمانِ دعوتِ اسلامی مولانا حاجی عبد الحبیب عطّاری، FGRF انٹرنیشنل آپریشن ذمہ دار و دیگر نے ان سے ملاقات کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی عبدُ الحبیب عطّاری نے شخصیات کو FGRF سمیت دیگر شعبہ جات اور دعوتِ اسلامی کے دینی و فلاحی کاموں سے متعلق آگاہی فراہم کی۔ دورانِ ملاقات اس بات پر اتفاق ہوا کہ اس معاہدے کے تحت FGRF کو پاکستان بھر میں شجرکاری مہم کے سلسلے میں سبسڈی ریٹ پر پودوں کی فراہمی اور ٹیکنیکل معاونت بھی فراہم کی جائے گی جبکہ FGRF بھی اپنے تجربے اور افراد کی مہارت سے World Wildlife Fund کو معاونت فراہم کرے گا۔

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

اچھا سوال

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "حُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ" یعنی اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔ (معجم الاوسط، 5/108، حدیث:6744)

پیارے بچّو! اچھے سوال کے ذریعے ہم تھوڑے وقت میں زیادہ اور اچھی معلومات حاصل کرسکتے ہیں، سُوال کو علم کی چابی کہا گیا ہے، جو اس چابی (Key) کا اچھا استعمال کرے گا اس کے لئے علم کا لاک کھل جائے گا اور وہ علم کے دروازے سے داخل ہو کر بہت سارا علم حاصل کرلے گا۔ جو زیادہ سوال کرتا ہے وہ زیادہ علم حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

بعض بچّے سُوال کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں، کلاس میں بھی اسی شرم کی وجہ سے اپنے ٹیچر سے سُوال نہیں کرتے اور یوں اپنا سبق (Lesson) بھی صحیح سے نہیں سمجھتے، اس کا نقصان انہیں تب سمجھ میں آتا ہے جب دوسرے دن ٹیچر وہی سبق سنتے ہیں۔

اچھے بچّو! اپنے ابو، چاچو، دادا، ٹیچر یا مسجد کے امام صاحب سے وُضو، نماز اور دیگر دینی اور دنیاوی معلومات حاصل کرنے کے لئے ادب کے ساتھ اچھے اچھے سُوال ضرور کیجئے۔ یاد رہے کہ سوال اچھے ہوں، الٹے سیدھے اور بلاوجہ کے سوالات کرکے اپنے ٹیچر، ابو، دادا وغیرہ کو پریشان کرنا بُری بات ہے۔

اللہ پاک ہمیں اچھے اچھے سوال کرکے اچھی اچھی معلومات حاصل کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بچّوں کے لئے امیرِ اہلِ سنّت کی نصیحت

پانی کی قدر کیجئے

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

اچھے بچّو! امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

پانی کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہے لہٰذا جب بھی وُضو کرنے لگیں تو نَل اتنا کھولیں جتنی ضَرورت ہے، زیادہ کھولنا اور پانی ضائع کرتے رہنا خطرناک ہے اور پھر مسجد یا مدرسے کا پانی جو وَقْف کا ہوتا ہے اسے ضائع کرنا اور بھی زیادہ سخت ہے۔ (ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط 101)، سنسنی خیز مناظر دیکھ کر کیا تصور کرنا چاہئے؟، ص10)

پیارے بچّو! پانی اللہ پاک کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور ضرورت سے زیادہ پانی خرچ نہیں کرنا چاہئے، وُضو کرتے یا نہاتے ہوئے پانی دیکھ بھال کر خرچ کریں، اسی طرح ہاتھ منہ یا پاؤں دھوتے وقت پانی زیادہ نہ بہائیں۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

بچوں کو صفائی کا عادی بنائیے

مولانا آصف جہانزیب عطاری مدنی*

بچّے بڑھتی عمر میں اپنے اِرد گرد کے ماحول سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ بچّوں کو جس سانچے میں ڈھالا جائے وہ ڈھل جاتے ہیں۔ بچّوں کو اسی عمر سے صفائی ستھرائی کا عادی بنانا چاہئے کیونکہ بچپن سے ڈالی گئی عادات عمر بھر بچّوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ بچّوں میں صفائی کی عادت ڈالنے کے لئے درج ذیل کام بچّوں سے بار بار کروائیے:

1 صبح اُٹھنے کے بعد انہیں سب سے پہلے ہاتھ منہ دھونے، دانت صاف کرنے اور بالوں میں کنگھی کرنے کا کہئے۔ گرمی کے موسم میں روزانہ جبکہ سردی کے موسم میں کچھ وقفہ کرکے نہانے کی ترغیب دیجئے، خاص طور پر جب وہ باہر سے کھیل کر آئیں یا گرمی کے باعث پسینہ آگیا ہو۔ روزانہ نہانے سے ان کا جسم بھی صاف رہے گا اور بیمار ہونے کے امکانات بھی کم ہوں گے۔

2 کھانے سے پہلے ان کے ہاتھ ضرور دھلوائیے، ان کی یہ عادت مضبوط کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ خود بھی ان کے ساتھ یہ کام کیجئے تاکہ وہ آپ کو دیکھ کر ان کاموں کو سیکھ سکیں۔

3 کافی دن تک اگر ناخن نہ تراشے جائیں تو ان کے نیچے میل جمع ہو جاتا ہے جو بُرا لگنے کے ساتھ مختلف بیماریوں کا باعث بھی بنتا ہے۔ اس کے لئے ہفتے یا 10 دن میں ایک بار بچوں کے ناخن ضرور تراشیں۔

4 بچّے پورا دن کھیل کُود اور مختلف کاموں میں مصروف رہتے ہیں جس کی وجہ سے کپڑوں اور جسم پر مٹی وغیرہ بھی لگ جاتی ہے، لہٰذا کھیلنے کے بعد اگر جسم یا کپڑوں پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو ان کے کپڑے اور ہاتھ پاؤں ضرور صاف کروائیے۔

5 کم عمر بچے کھیلنے کے لئے کھلونے استعمال کرتے ہیں۔ کھیلنے کے بعد اکثر وہ کھلونے بکھرے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں۔ کھیلنے کے بعد انہیں سمیٹنا بھی سکھائیے۔ اسی طرح کھانا کھانے کے بعد برتن سمیٹنے، دستر خوان اُٹھانے وغیرہ جیسے چھوٹے چھوٹے کام بھی کروائیے، اس طرح ان میں اپنے اِرد گرد کی چیزوں کی حفاظت کرنے اور سمیٹ کر رکھنے کی عادت پختہ ہوگی۔

6 بچّوں کو اس بات کا شعور دلائیے کہ اسکول یا مدرسے سے آنے کے بعد اپنا یونیفارم، اسکول بیگ اور جوتے وغیرہ ان کی مقررہ جگہ پر رکھیں، اسی طرح ہوم ورک کرنے کے بعد پنسل، کلرز، کاپیاں، کتابیں وغیرہ بھی سنبھال کر رکھنے کا کہئے، اس طرح انہیں چیزوں کی اہمیت کا احساس ہوگا۔

7 بچّوں کو اپنے کپڑوں اور دیگر ضروریات کی چیزوں کی حفاظت کرنا سکھائیے، انہیں بار بار سمجھائیے کہ وہ اپنے کپڑوں کو گندگی اور داغ دھبوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں،

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ بچوں کی دنیا (گڈز لٹریچر) المدینۃ العلمیہ، کراچی

گندی جگہوں پر نہ کھیلیں، کھانا احتیاط سے کھائیں تاکہ کپڑے کھانے وغیرہ کے داغ سے محفوظ رہیں، کپڑے دھلنے کے بعد اپنے کپڑے انہیں خود تہہ کرکے الماری میں ترتیب سے رکھنا سکھائیے۔ اس طرح ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھنے لگے گی کہ ہر چیز کی حفاظت کا طریقہ مختلف ہے۔

8 بچے عموماً طرح طرح کی چیزیں کھاتے رہتے ہیں مثلاً ٹافیاں، بسکٹ وغیرہ اور کھانے کے بعد ان کے ریپر جگہ جگہ پھینک دیتے ہیں، لہٰذا بچوں کو اس بات کا بھی عادی بنائیے کہ وہ چیزیں کھانے کے بعد کچرا ڈسٹ بن میں پھینکیں۔

9 ارد گرد کے صاف ستھرے ماحول کا دل و دماغ پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ آپ بھی اپنے آس پاس کا ماحول صاف رکھئے اور بچوں کو بھی ماحول صاف رکھنے کا شعور دیجئے، اس کے لئے آپ ان سے گھر کی صفائی کے کچھ ہلکے پھلکے کام بھی کروائیے جو وہ بآسانی کرسکیں، مثلاً ایک دن ٹیبل کی صفائی کروا لیجئے، کچھ دن بعد پلنگ کی ڈسٹنگ کروا لیجئے۔ انہیں یہ کام بطور ٹاسک دیجئے اور کام مکمل کرنے کی صورت میں کوئی نہ کوئی انعام بھی دیجئے، اس طرح وہ مزید بہتر انداز میں ماحول کو صاف رکھنا سیکھیں گے اور شوق سے یہ کام کریں گے۔

10 جب آپ بچوں کو صفائی کا عادی بنا رہے ہوں، اس وقت انہیں یہ بھی بتاتے رہئے کہ صفائی نہ صرف ہمارے لئے ضروری ہے بلکہ اللہ پاک کو بھی پاکیزگی پسند ہے، ہمارے دین میں صفائی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صفائی کو پسند فرماتے تھے۔ ہمارے دین میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح بچوں کو دین کی آگاہی ملتی رہے گی۔ لیکن یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ سمجھانے اور ترغیب دلانے میں سخت انداز ہرگز نہ ہو۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 گندی جگہوں پر نہ کھیلیں۔ 2 اچھے اچھے سوال ضرور کیجئے۔ 3 ضرورت سے زیادہ پانی خرچ نہیں کرنا چاہئے۔ 4 K2 پاکستان میں ہے۔ 5 آئندہ صرف اچھے بچوں سے ہی دوستی کروں گا۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعہ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ ایک سے زائد درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں۔)

جوابِ دیجئے (اگست 2021ء)

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کتنے عرصہ پر مشتمل تھی؟ سوال 02: پاکستان کا قومی نعرہ کیا ہے؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر پر واٹس ایپ +923012619734 کیجئے › جواب درست ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں۔)

حروف ملائیے!

پ	ہ	ی	ئ	ے	ت	ر	ع	و
ق	ۃ	ٹ	ژ	ل	ک	ج	ھ	گ
خ	ض	ح	م	ل	ک	ی	ف	د
ڈ	ص	ا	ا	س	ل	ا	م	آ
ؤ	م	گ	ر	م	ی	س	ن	ب
ط	چ	ش	خ	ز	ڈ	م	ذ	ژ
م	چ	گ	و	ر	ب	ی	ظ	ش
پ	ہ	ی	ر	ے	ت	ن	ر	ع

ہمارے پیارے مُلک کا نام پاکستان ہے۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ پاکستان 14 اگست 1947ء کو آزاد ہوا۔ اللہ پاک نے ہمارے ملک کو بے شمار خوبیاں دی ہیں۔ پاکستان میں چاروں موسم سردی، گرمی، خزاں اور بہار پائے جاتے ہیں۔ دنیا کی دوسری بڑی برفانی پہاڑی K2 پاکستان میں ہے۔ ہمارا قومی نعرہ **پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ** ہے۔ پاکستان کا قومی پھول یاسمین، پھل آم، لباس شلوار قمیص، جانور مارخور، پرندہ چکور، شربت گنے کا رس اور قومی زبان اردو ہے۔

آپ نے اوپر سے نیچے کی طرف اور سیدھی سے اُلٹی طرف حروف ملا کر 5 نام تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "مُلک" تلاش کیا گیا ہے۔ اب یہ 5 نام تلاش کیجئے:

1 اسلام 2 مارخور 3 چکور 4 یاسمین 5 گرمی۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اگست 2021ء)

نام مع ولدیت:............ عمر:...... مکمل پتا:..................................

موبائل/واٹس ایپ نمبر:.................... (1) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:......

نوٹ: ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اکتوبر 2021ء کے "ماہنامہ فیضان مدینہ" میں کیا جائے گا۔

جواب یہاں لکھئے (اگست 2021ء)

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اگست 2021ء)

جواب 1:.................................... جواب 2:....................................

نام.................. ولدیت.................. موبائل/واٹس ایپ نمبر..................

مکمل پتا..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اکتوبر 2021ء کے "ماہنامہ فیضان مدینہ" میں کیا جائے گا۔

مدرسۃُ المدینہ گنگاپور

(ضلع فیصل آباد، پنجاب، پاکستان)

یقیناً عالَمِ اسلام کیلئے دعوتِ اسلامی امید کی ایک کرن نہیں بلکہ امید کے سورج کی حیثیت رکھتی ہے، دینِ اسلام کی تعلیمات کو جہاں بھر میں عام کرنے اور اہلِ اسلام کی امیدوں پر پورا اترنے کیلئے مدارسُ المدینہ کا قیام کیا گیا جس میں بچوں کو فی سبیل اللہ (مفت) قراٰن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی کی ایک شاخ "مدرسۃُ المدینہ گنگاپور" بھی ہے جو کہ منڈی بچیانہ، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد کے ایک نواحی گاؤں میں واقع ہے۔

"مدرسۃُ المدینہ گنگاپور" کا آغاز 1996ء میں ہوا۔ فی الوقت یہاں حفظ و ناظرہ کی 2 کلاسز ہیں جن میں موجود طلبہ کی تعداد 58 ہے۔ اس درسگاہ سے 250 طلبہ حفظِ قراٰن کی سعادت حاصل کرچکے ہیں جبکہ ناظرہ قراٰن مکمل کرنے والوں کی تعداد 1200 ہے۔ اس مدرسۃُ المدینہ سے تعلیمِ قراٰن مکمل کرنے والوں میں سے 50 خوش نصیب طلبہ نے درسِ نظامی (عالم کورس) مکمل کیا۔

اللہ پاک دعوتِ اسلامی کے تمام شعبہ جات بشمول مدرسۃ المدینہ گنگاپور کو ترقی و عروج عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مَدَنی ستارے

اَلحمدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے مدارسُ المدینہ میں بچّوں کی تعلیمی کارکردگی کے ساتھ ساتھ ان کی اَخلاقی تربیت پر بھی خاصی توجہ دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مدارسُ المدینہ کے ہونہار بچّے اچھے اَخلاق سے مُزَیّن ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں بھی غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں، "مدرسۃُ المدینہ گنگاپور" میں بھی کئی ہونہار مَدَنی ستارے جگمگاتے ہیں، جن میں سے 12 سالہ محمد ابتسام خالد بن خالد محمود کے تعلیمی و اخلاقی کارنامے ذیل میں دیئے گئے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

اَلحمدُ لِلّٰہ! 2 ماہ میں ناظرہ پڑھنے کی سعادت پائی اور صرف 8 ماہ کی قلیل مدت میں حفظِ قراٰن مکمل کیا، فرض نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اشراق چاشت اور تہجد کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ 40 سے زائد کتب و رسائل کا مطالعہ کرنا اور امیرِ اہلِ سنّت کی طرف سے ملنے والے ہفتہ وار رسائل میں سے 26 کا مطالعہ کرنا شوقِ علمِ دین کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ 50 سے زائد احادیث و دعائیں بھی یاد کی ہیں۔ دوسروں تک علمِ دین پہنچانے کے لئے 7 ماہ سے گھر میں درس دینے کے پابند ہیں۔ درسِ نظامی اور تخصص فی الفقہ کرنے کے خواہش مند بھی ہیں۔

اچھے آم خراب کیسے ہوئے؟

مولانا حیدر علی مدنی*

ننھے میاں اسکول سے واپس گھر پہنچے تو بیگ رکھتے ہی سیدھا کچن میں امی جان کے پاس جا پہنچے اور کہنے لگے: امی جان! میں آپ سے نہیں بولتا؟

ارے ماں کے جگر کے ٹکڑے! پہلے سانس تو لے لو، پانی تو پی لو اس کے بعد گلے شکوے بھی کر لینا، امی جان نے شفقت سے ننھے میاں کے ماتھے پر آئے پسینے کے قطروں کو اپنے دوپٹے سے صاف کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر فریج میں پہلے سے تیار رکھے ہوئے شربت کے جگ میں سے گلاس بھر کر ننھے میاں کو پکڑاتے ہوئے کہا: جی! اب بتایئے کس بات کی ناراضگی ہے ننھے میاں کو اپنی امی جان سے؟

میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ مجھے لنچ میں پراٹھا اور آملیٹ نہیں بلکہ چپس اور جوس لے جانا ہے کیونکہ شاہد بھی وہی لاتا ہے لیکن آپ نے آج پھر میرے ٹفن میں پراٹھا رکھ دیا تھا۔

ننھے میاں کے منہ سے شاہد کا نام سُن کر امی جان پریشان ہو گئیں، شاہد ننھے میاں کے نئے نئے دوست تھے اور آج کل اٹھتے بیٹھتے ننھے میاں کی زبان پر انہی کا نام تھا، شاہد آج لنچ میں یہ لایا تھا، شاہد نے نئی ڈرائنگ بک لی ہے، شاہد کے چاچو نے اس کے لئے فلاں گفٹ بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ۔ شروع شروع میں امی جان نے اسے بڑی بات نہیں سمجھا تھا لیکن وقتاً فوقتاً شاہد میاں جیسی چیزوں کی فرمائشیں سُن سُن کر انہیں احساس ہو رہا تھا کہ ننھے میاں کی دادی اماں کو بتانے کا وقت آچکا ہے۔

نمازِ ظہر پڑھنے کے بعد ننھے میاں سونے لگے تو امی جان نے دادی اماں کے کمرے کا رُخ کیا اور انہیں ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔

شام میں ننھے میاں اُٹھے اور عصر کی نماز پڑھنے مسجد پہنچ گئے، واپسی پر جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سامنے برآمدے میں دادی اماں آموں کی ٹوکریاں رکھے اپنی کرسی پر بیٹھی امی جان سے باتیں کر رہی تھیں، ننھے میاں جلدی سے ان کے پاس پہنچ کر کہنے لگے:

آہا!!! آم آئے ہیں ہمارے گھر!

جی ننھے میاں، آپ کے ماموں جان نے گاؤں سے بھیجے ہیں ہم سب کے لئے، ادھر آؤ میرے پاس بیٹھ جاؤ، تمہاری امی جان ان میں سے پڑوسیوں کے حصے بنا رہی ہیں، اتنا کہہ کر

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ

دادی اماں نے ننھے میاں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پاس خالی کرسی پر بٹھالیا۔ پھر آہستہ سے پوچھنے لگیں: آپ کا دوست شاہد کیسا ہے؟

بالکل ٹھیک ہے دادی اماں، آپ کو پتا ہے اب میں اپنی جگہ تبدیل کرواکر شاہد کے برابر میں بیٹھتا ہوں۔

دادی اماں بولیں: کیا آپ اس سے رضامند(Agree) ہیں کہ آپ کے سارے دوستوں کی ہر ہر بات اور عادت اچھی ہے؟ ننھے میاں کہنے لگے: وہ تو ہے دادی اماں سب کی عادتیں الگ الگ ہوتی ہیں کچھ اچھی لگتی ہیں اور کچھ بُری بھی لگتی ہیں لیکن مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے، میں کون سا ان سے بُری باتیں سیکھتا ہوں، کبھی آپ نے مجھے بدتمیزی کرتے دیکھا ہے کیا؟

ارے ننھے میاں! آپ تو بہت اچھے بچے ہیں لیکن کئی دنوں سے آپ خواہ مخواہ فرمائشیں کر رہے ہیں آپ کی یہ بات مجھے پریشان کر رہی ہے یاد رکھئے کہ آدمی جن کے ساتھ رہتا ہے آہستہ آہستہ وہ ان جیسا بننے لگتا ہے اور اسے پتا بھی نہیں چلتا۔ اتنا کہہ کر دادی اماں ننھے میاں کی امی جان سے مخاطب ہو کر کہنے لگی: بہو ذرا مجھے وہ ٹوکری میں سے دو اچھے سے آم پکڑانا اور ساتھ ہی اپنی دائیں طرف رکھی ٹوکری میں سے ایک خراب ہوا آم اٹھا کر ننھے میاں کو دیتے ہوئے کہا: ننھے میاں یہ تینوں آم آپ اپنی الماری میں کسی کاغذ میں لپیٹ کر رکھ لیں، جب میں مانگوں تو لے آنا۔ ننھے میاں نے تینوں آم پکڑے اور جی اچھا کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

دو دن بعد عصر کے بعد قاری صاحب سے قراٰنِ پاک کا سبق پڑھ کر فارغ ہوئے تو برآمدے میں جائے نماز بچھائے تسبیح پڑھتی دادی اماں کے پاس چلے آئے، انہیں دیکھتے ہی دادی کہنے لگیں: ننھے میاں! ذرا وہ آم تو لانا جو میں نے آپ کے پاس رکھوائے تھے۔

ننھے میاں تھوڑی دیر بعد کمرے سے واپس آئے تو دونوں ہاتھوں میں اخبار میں لپٹے ہوئے آم پکڑ رکھے تھے اور لا کر دادی اماں کے سامنے رکھ دیئے۔

کاغذ کھولو ننھے میاں! دادی جان کا حکم سُن کر ننھے میاں نے کاغذ کھول کر دیکھا تو حیرانی ان کی آنکھوں سے ظاہر تھی اور بولے: دادی اماں! یہ تو صحیح والے دو آم بھی خراب ہو چکے ہیں۔

جی ننھے میاں! کیونکہ وہ کچھ دن خراب آم کے ساتھ رہے تو ویسے ہی بن گئے یہی حال انسان کا بھی ہے، وہ جیسے دوست بناتا ہے، جن کے ساتھ رہتا ہے رفتہ رفتہ انہی کی عادتیں اپنانے لگتا ہے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے(ابو داؤد، 4/341، حدیث: 4833)یعنی اسی جیسی عادات، اخلاق اور صفات اختیار کرتا ہے۔ (شرح الطیبی علی مشکاۃ، 9/240، تحت الحدیث: 5019)لہٰذا ننھے میاں آپ نے دوست بنانے ہی ہیں تو ایسے بنائیں جن سے آپ اچھے اچھے کام اور اچھی اچھی باتیں سیکھ سکیں۔ آم والی مثال اور پھر فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سُن کر ننھے میاں کو ساری بات اچھی طرح سمجھ آچکی تھی، اچھا دادی جان میں آئندہ صرف اچھے بچّوں سے ہی دوستی کروں گا۔

شاباش ننھے میاں! اب جاؤ امی جان سے کہو کہ آم کاٹ کر یہاں لے آئیں ہم سب مل کر کھائیں گے۔

اُمِّ میلاد عطاریہ*

سادات کرام کی محبت و خیر خواہی

واقعۂ کربلا کے بعد اہلِ بیت کو مدینۂ منورہ تک پہنچانے کے لئے جس شخص کو مقرر کیا گیا تھا وہ بہت نیک دل تھا، اس نے پورے راستے اہلِ بیت کی ضروریات کا خیال رکھا اور اُن کے ساتھ نرمی اور حسنِ سُلوک سے پیش آیا، جب یہ قافلہ مدینۂ منورہ پہنچ چکا تو شہزادیِ شیرِ خدا حضرت زینب کی چھوٹی بہن فاطمہ بنتِ علی رضی اللہ عنہم نے حضرت زینب سے عرض کی: اس شخص نے پورے سفر میں ہمارا خوب خیال رکھا ہے، ہمیں بھی اسے کچھ نہ کچھ انعام دینا چاہئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اس شخص کو صرف اپنے زیورات ہی پیش کر سکتے ہیں۔ چُنانچہ دونوں شہزادیوں نے اپنے کنگن وغیرہ اُتار کر اُسے دے دیئے اور ساتھ ہی معذرت بھی کی (کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں)، اس شخص نے وہ تمام سامان واپس لوٹا دیا اور عرض کی: اگر میں نے یہ خدمت گُزاری دنیوی مفاد کے لئے کی ہوتی تو یقیناً اس انعام پر مجھے خوشی ہوتی، مگر میں نے تو یہ خدمت صرف اللہ پاک کی خُوشنودی اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ لوگوں کی قرابت داری کی وجہ سے کی ہے۔ (الکامل فی التاریخ، 3/440)

محترم اسلامی بہنو! ساداتِ کرام سے محبت ایمانِ کامل کی نشانی ہے اور عشقِ رسول کا تقاضا ہے کہ اہلِ بیت سے حد درجہ محبت کی جائے اور ان کی عزت و تکریم کی جائے، احادیثِ مبارکہ میں جابجا ساداتِ کرام سے محبت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا فرمایا گیا ہے چنانچہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم اہلِ بیت کی محبت کو خود پر لازم کرو کیونکہ جو (بروزِ قیامت) اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے محبت رکھتا ہو، تو وہ ہماری شفاعت کے سبب جنّت میں داخل ہوگا۔ (معجم الاوسط، 1/606، حدیث: 2230) ایک مقام پر ارشاد فرمایا: جس نے میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو میں قیامت کے دن اسے اس کا صلہ دوں گا۔ (الکامل لابن عدی، 6/425)

ساداتِ کرام کی محبت و اکرام کے باب میں بزرگانِ دین کی سیرت بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے چنانچہ ایک سیّد زادے جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہ علیہ کے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو اس موقع پر آپ نے اُن سے عرض کی: ”اگر آپ کو کوئی کام ہو تو آپ مجھے طلب فرما لیا کریں یا مجھے خط لکھ کر بھیج دیا کیجئے۔ آپ کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔“ (نور الابصار، ص129) اسی طرح امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ بھی سادات کرام سے بڑی محبت اور ان کی تعظیم کرتے ہیں؛ ملاقات کے وقت اگر بتادیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو اکثر سیّد صاحب کا ہاتھ چُوم لیا کرتے ہیں، ایسا بھی دیکھا گیا کہ سید صاحب کو اپنے برابر میں بٹھا لیا، یہاں تک کہ آپ ساداتِ کرام کے بچّوں سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو! ان احادیث و واقعات سے سبق ملتا ہے کہ اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے ہمیں بھی اپنے دل میں اہلِ بیت کی عقیدت و محبت کا چراغ روشن رکھنا چاہئے اور ہمہ وقت اہلِ بیت کی خیر خواہی کے لئے کوشاں رہنا چاہئے، لہٰذا سادات کرام سے محبت کریں، ان کی تعظیم کریں، ان کے ساتھ خیر خواہی والا سلوک کریں اور دیگر لوگوں پر انہیں فوقیت دیں۔ آپ کے محلے میں اگر ساداتِ کرام کے گھر ہیں تو وقتاً فوقتاً انہیں تحائف پیش کرتے رہیں، بالخصوص جو ساداتِ کرام مالی اعتبار سے کمزور ہیں ان کا خاص خیال رکھیں۔ یاد رکھیں! ساداتِ کرام کے ساتھ لین دین کا انداز اس طرح کا نہ ہو کہ وہ خود کو کمتر محسوس کریں۔ اپنے گھر پر ہونے والی تقریبات میں انہیں ضرور مدعو کریں۔ خوشی و غمی کے موقع پر ان کے ہاں جاتے رہیں اور ضرورت کے وقت ہر ممکن تعاون کریں۔

* نگران عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

حضرت اُمِّ عَطِیّہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا

مولانا محمد بلال سعید عطاری مدنی*

حضرت اُمِّ عَطِیّہ رضی اللہ عنہا کا شمار جلیلُ القدر انصاری صحابیات میں ہوتا ہے، آپ کا اصل نام نُسیبہ بنتِ حارث ہے، لیکن آپ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔

علمی شان: آپ رضی اللہ عنہا عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔[1] آپ سے 40 احادیث مروی ہیں، جن میں سے 6 متفق علیہ یعنی امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما دونوں نے روایت کی ہیں اور ایک ایک روایت دونوں نے الگ الگ لی ہے۔[2] نیز صحابۂ کرام اور تابعین کی بڑی جماعت نے آپ سے روایات لیں۔[3]

محبتِ رسول: آپ کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکت سے اس قدر محبت تھی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کرتے وقت ”یارسولَ اللہ! میرے والد آپ پر قربان“ جیسے کلمات استعمال کرتیں۔[4]

ہدیۂ رسول: ایک بار آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو صدقے کی بکری عطا فرمائی، حضرت اُمِّ عطیہ نے اس کو قبول کیا اور اس میں سے کچھ حصّہ حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں پیش کردیا، جب آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر میں تشریف لائے اور پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ نے عرض کی: گھر میں اور تو کچھ نہیں لیکن اُمِّ عطیہ کو آپ نے جو بکری دی تھی اس کا گوشت انہوں نے بھیجا ہے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: صدقہ تو اس کے حقدار تک پہنچ چکا۔ (اور ہمارے پاس یہ ہدیہ ہے)[5]

سعادتِ عظمیٰ: آپ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ نے آقائے کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سب سے بڑی شہزادی حضرتِ زینب رضی اللہ عنہا کو غسلِ میت دیا اور اس کا طریقہ خود آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو سکھایا۔ علامہ بدرُ الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت اُمِّ عطیہ نے اس غسل کے طریقے کو اس طرح واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ آپ کی بیان کردہ روایات عورتوں کے غسل میں اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلکہ حضرت اِبْنِ مُنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ غُسْلِ مَیّت کے حوالے سے حضرت اُمِّ عَطِیّہ کی بیان کردہ روایت سے بہتر کوئی روایت نہیں اور اسی کو عُلَمائے کرام نے اختیار فرمایا ہے۔[6]

آپ کے معمولات: حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معیت میں سات غزوات میں شرکت کی، میں مجاہدین کے پیچھے رہتی، ان کا کھانا پکاتی، زخمیوں کی دوا وغیرہ کا اہتمام کرتی نیز بیماروں کے لئے انتظام کرتی تھی۔[7]

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 3/545، رقم:155 (2) تہذیب الاسماء واللغات، 2/364 (3) طبقات ابن سعد، 8/333- الاستیعاب، 4/502 (4) نسائی، ص70، حدیث: 388 (5) مسلم، ص419، حدیث:2490 (6) عمدۃ القاری، 6/53، تحت الحدیث: 1253 (7) مسلم، ص778، حدیث:4690۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

شرعی احکام کی منت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اسلامی بہن بے پردگی کرتی تھی، اجنبی مردوں کے سامنے بال، گلا، کلائیاں وغیرہ کھلی رہتی تھیں، اس نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اللہ کی رضا کیلئے شرعی پردہ کروں گی۔ اس کا وہ کام بھی ہوچکا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ منت شرعی منت ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا بال، کلائیاں، پنڈلیاں، گلا وغیرہ اجنبی مردوں سے چھپانا لازم ہے۔ ان اعضاء کی بے پردگی کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ شرعی منت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے وہ پہلے سے ہی شریعت کی طرف سے لازم نہ ہو۔ یہاں چونکہ عورت پر پردہ کرنا پہلے سے ہی شریعت کی طرف سے لازم ہے، اس لئے یہ منت شرعی منت نہیں کہلائے گی، مگر پردے کی پابندی عورت پر بدستور لازم رہے گی۔

پردے کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: ﴿ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (پ22، الاحزاب:33)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرِ قرآن، صدرُ الافاضل، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: "اگلی جاہلیت سے مراد قبلِ اسلام کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں، جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں۔" (خزائن العرفان، ص780)

بہارِ شریعت میں ہے: "آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل کیلئے سارا بدن عورت ہے، سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔" (بہار شریعت، 1/481)

منت کی شرائط بیان کرتے ہوئے مراقی الفلاح میں فرمایا: "والثالث ان یکون لیس واجبا قبل نذرہ بایجاب اللہ تعالیٰ، کالصلوات الخمس والوتر۔" ترجمہ: تیسری شرط یہ ہے کہ منت سے پہلے وہ چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم نہ ہو، جیسے پانچوں نمازیں اور وتر۔ (مراقی الفلاح متن الطحطاوی، ص692)

بہار شریعت میں ہے: "شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔ (1) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔ (2) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔ (3) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔ (4) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کیوجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔ (5) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔" (بہار شریعت، 1/1015)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
ابو محمد محمد فراز عطاری مدنی	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

محرّمُ الحرام کے چند اہم واقعات

یکم محرّمُ الحرام یومِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 تا 1442ھ
المدینۃ العلمیہ کی کتاب **"فیضانِ فاروقِ اعظم"**

5 محرّمُ الحرام عرس بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439ھ
المدینۃ العلمیہ کی کتاب **"فیضانِ بابا فرید گنج شکر"**

10 محرّمُ الحرام واقعۂ کربلا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 تا 1442ھ
اور امیرِ اہلِ سنّت کا رسالہ **"کراماتِ امامِ حسین"**

18 محرّمُ الحرام وِصالِ مفتیِ دعوتِ اسلامی
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 اور 1440ھ
المدینۃ العلمیہ کی کتاب **"مفتیِ دعوتِ اسلامی"**

محرّمُ الحرام 14 یا 15ھ جنگِ قادِسیّہ
حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں محرّمُ الحرام 14 یا 15ھ میں **"جنگِ قادسیہ"** رونما ہوئی، جس میں کم و بیش 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے تقریباً ایک لاکھ 20 ہزار کفار سے 4 دن تک مقابلہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیمُ الشّان فتح و نُصرت عطا فرمائی۔
(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668 تا 676)

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ماہِ رَمَضان 1442ھ میں درج ذیل مَدَنی رسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: (1) یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"کام کی باتیں"** پڑھ یا سُن لے اُس کے دنیا و آخرت کے کام بنادے اور اُسے اپنے پیارے پیارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت سے جنّتُ الفردوس بلاحساب داخلہ نصیب فرما، اٰمین (2) یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"قراٰنی سورتوں کے فضائل"** پڑھ یا سُن لے اُسے قیامت میں قراٰنِ کریم کی شفاعت نصیب فرما اور اُسے بے حساب بخش دے، اٰمین (3) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"مولیٰ علی کے 72 اِرشادات"** پڑھ یا سُن لے اُسے مولیٰ علی شیرِ خدا کے صدقے میں تمام صحابہ و اہلِ بیت کا سچّا غلام بنا اور اُسے مولیٰ علی کا جنّتُ الفردوس میں پڑوس نصیب فرما، اٰمین (4) یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"میٹھی عید اور میٹھی باتیں"** پڑھ یا سُن لے اُسے دیدارِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی حقیقی عید نصیب ہو اور مرتے وقت اُس کا دین و ایمان سلامت رہے اور اُس کی بے حساب مغفرت ہو، اٰمین

رِسالہ	پڑھنے / سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
کام کی باتیں	20لاکھ 26ہزار 904	7لاکھ 6ہزار 865	27لاکھ 33ہزار 769
قراٰنی سورتوں کے فضائل	18لاکھ 41ہزار 188	6لاکھ 79ہزار 35	25لاکھ 20ہزار 223
مولیٰ علی کے 72 اِرشادات	17لاکھ 27ہزار 112	6لاکھ 61ہزار 540	23لاکھ 88ہزار 652
میٹھی عید اور میٹھی باتیں	9لاکھ 51ہزار 469	5لاکھ 14ہزار 845	14لاکھ 66ہزار 314

مہنگائی کا علاج

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

میں بچپن سے سنتا آرہا ہوں کہ بہت مہنگائی ہوگئی ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں لڑکپن میں بڑے جانور کا گوشت ایک یا دو روپیہ سیر کے حساب سے لاتا تھا، جبکہ مچھلی، سبزیاں اور پھل بھی اسی حساب سے سستے تھے۔ آج کل غریب سے غریب آدمی کی تنخواہ بھی پندرہ بیس ہزار سے کم نہیں ہوگی جبکہ میں نے اپنے دورِ طالبِ علمی میں کچھ عرصہ ایک پتھارے پر آدھا دن آلو پیاز صاف کرنے اور سبزی بیچنے کا کام کیا ہے، مجھے آدھے دن کی مزدوری چار آنے (25 پیسے) ملتے تھے۔ میرے بڑے بھائی مرحوم عبدالغنی نے جب ملازمت شروع کی تو ابتدا میں ان کی ماہانہ تنخواہ 75 روپے تھی۔ الغرض اس دور میں تنخواہیں کم تھیں اور چیزیں بھی سستی تھیں، اب چیزیں مہنگی ہیں لیکن تنخواہیں اور آمدنیاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ دوسرے ملکوں کی نسبت ہمارے پیارے وطن پاکستان میں اور میرے خیال میں بالخصوص کراچی شہر میں اب بھی مہنگائی کم ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اوائل (یعنی شروع کے دنوں) میں جب ہمارے مدنی قافلوں نے پنجاب کا سفر شروع کیا اور وہاں ہوٹلوں پر کھانے کا اتفاق ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ کراچی کی نسبت پنجاب میں مہنگائی زیادہ ہے۔ میرے لڑکپن میں کراچی کے کسی کسی ہوٹل میں ایک آنے کی آدھی روٹی بھی مل جاتی تھی، تین آنے کی ڈیڑھ روٹی اور چار آنے کی نہاری یعنی سات آنے میں ایک وقت کا کھانا کھانا مجھے آج بھی یاد ہے۔ پاکستان سے باہر کئی ملکوں میں آج کل چائے سو ڈیڑھ سو پاکستانی روپے کی ملتی ہے جبکہ ہمارے یہاں اب بھی پچیس تیس روپے کی چائے دستیاب ہے۔

بہر حال دیگر ملکوں کی نسبت پاکستان میں اب بھی مہنگائی کم ہے۔ یوں بھی مہنگائی کا رونا روتے رہنے سے مہنگائی کم نہیں ہوگی بلکہ اس کا عملی علاج کرنے کی کوشش کرنی چاہئے مثلاً کم آمدنی والے شخص کو چاہئے کہ صرف ضروری اشیاء کی خریداری پر اکتفا کرے، روز روز گوشت اور مرغن کھانوں کے استعمال کے بجائے سبزیاں اور دالیں وغیرہ کھانے کا بھی معمول بنائے کہ عموماً ان کی قیمت گوشت کے مقابلے میں کم ہوتی ہے اور یہ صحت کے لئے مفید بھی ہوتی ہیں۔ اپنے آپ کو اور بال بچّوں کو سادہ غذا اور سادگی کے ساتھ زندگی گزارنے کا عادی بنائیے اس سے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ اسپتالوں کے چکر لگانے اور ڈاکٹروں کی فیسوں اور دواؤں پر آنے والے خرچ سے بھی بچت ہوگی۔ مہنگے موبائل فون، لیپ ٹاپ اور ٹیبلیٹ پی سی وغیرہ کے بجائے حسبِ ضرورت سادہ موبائل فون سے کام چلالیا جائے۔ اگر کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی چیز مہنگی ہوجائے تو اُسے ترک کرکے دوسری نسبتاً سستی چیز خرید لے۔ اس علاج سے متعلق 2 حکایات بیان کرتا ہوں: (1) ایک مرتبہ مکّۂ مکرّمہ میں کشمش کی قیمت بڑھ گئی۔ لوگوں نے شیرِ خُدا حضرتِ سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم سے اس کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ کشمش کے بدلے کھجور استعمال کرو (کیونکہ جب ایسا کروگے تو مانگ کی کمی کی وجہ سے) کشمش کی قیمت گر جائے گی۔ (تاریخ ابن معین، ص168) (2) حضرتِ سیّدنا ابراہیم بن اَدْھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: گوشت مہنگا ہوچکا ہے (کیا کرنا چاہئے؟) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اِسے سستا کردو یعنی اسے خریدنا چھوڑ دو۔ (رسالہ قشیریہ، ص22)

گھریلو اخراجات کم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استعمال کی چیزوں کی خریداری کے لئے جانے سے قبل ضَروری اشیاء کی فہرست بنائیے اور اس کا بغور جائزہ لیجئے کہ کیا واقعی ان سب چیزوں کی ضرورت ہے اور ان کے بغیر گزارہ مشکل ہے؟

اللہ کریم ہمیں اپنے در کے علاوہ کسی کا محتاج نہ فرمائے اور ہمیں بقدرِ کفایت آسان رزقِ حلال عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 5 رمضانُ المبارک 1442ھ کی شب مطابق 17 اپریل 2021ء کو نمازِ تراویح کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کرکے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کو دکھا کر، ضَرور تاً ترمیم کرکے پیش کیا جارہا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

ISBN 978-969-631-974-0
0125764